فراغِ کوثر
مجموعۂ کلام
کوثر شاہجہانپوری

کوثر شاہجہانپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فراغِ کوثر

مجموعۂ کلام

سنہ ۲۰۰۷ء

پروفیسر محمد ظہیر الدین کوثر شاہجہانپوری
سابق پرنسپل، لارسن کامرس کالج، کراچی
سابق صدر شعبۂ اردو، ایسوسی ایٹ پروفیسر (ریٹائرڈ)
عائشہ باوانی گورنمنٹ کامرس کالج، کراچی

نام کتاب	....	فراغِ کوثر
شاعر	....	کوثؔر شاہجہانپوری
سرورق وکمپوزنگ	....	محمد ضمیرالدین کوثؔر
سال اشاعت	....	۲۰۰۷ء بمطابق ۱۴۲۸ھ
قیمت	....	200 روپیہ

☆ ملنے کا پتہ ☆

مکتبہ کوثؔر، بلاک نمبر ۱۷، مکان نمبر ۱۶، سیکٹر ۵۔ڈی، نیو کراچی،

کراچی۔۷۵۸۵۰

آئنۂ تاریخ کوثر

اصلی نام .... محمد ظہیر الدین

ادبی نام .... کوثرؔ شاہجہانپوری

والد کا نام .... الحاج قاری بشیر الدین پنڈت

پیدائش .... ۲ جولائی ۱۹۴۱ء دستاویزی

تعلیم .... ایم اے۔ بی ایڈ (کراچی یونیورسٹی)

شادی .... ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء

مشاغل .... درس و تدریس

رٹائرڈ ایسوسی ایٹ پروفیسر (صدر شعبۂ اردو

عائشہ باوانی گورنمنٹ کامرس کالج۔کراچی

مطبوعہ تصانیف .... (۱) گلدستۂ کوثر

(۲) عکسِ کوثر مجموعہ غزلیات

(۳) سرمایۂ حیات

(۴) ارمُغانِ سخن

(۵) آبشارِ نور

(۶) فراغِ کوثر

غیر مطبوعہ تصانیف .... (۱) اسلام اور گہوارۂ مسعودی

(۲) علم عروض پر ایک سرسری نظر

(۳) شاہراہِ علم و عمل

(حیات و خدمات قاری محمد بشیر الدین پنڈت)

حمد کوثرؔ لکھے مجال نہیں
یہ ہنر ہے دیا ہوا تیرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

یہ کتاب پُرخلوص اور نظر شناس انسان

جناب سعید احمد بٹ کے نام

منسوب کرتا ہوں

کوثر شاہجہانپوری

کیوں نہ کوثرؔ جان دیدوں مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں
جب نہیں کونین میں کوئی مثالِ مصطفیٰ ﷺ

ترتیب

حصّہ حمد باری تعالیٰ

حصّہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حصّہ مناقب

✿ حصّہ غزلیات ✿

حصّہ منظومات

قطعہ تاریخ طباعت
از نتیجۂ فکر
قاضی مظہر الدین احمد قادری ایم۔اے

آقا کا کرم ہے سب عطا ہے
روشن ہے ابھی چراغِ کوثر
تاریخ بتائے گی جہاں کو
کیا خوب ہے یہ "فراغِ کوثر"

۲۰۰۷ء

صفحۂ قرطاس

شاعری میں مشاہدات واحساسات کی بڑی اہمیت ہے، زندگی کے سفر میں درپیش حالات اور تجربات کی روشنی میں شاعر جن جذبات و احساسات اور تصورات کو لفظوں کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر رقم کرتا ہے یہ درحقیقت زمانے کے نشیب وفراز کی سچی عکاسی ہوتی ہے۔

پروفیسر کوثر شاہجہانپوری کی شاعری کا محور محبت، عشق، خوبصورتی، وفا، تجربات اور جذبات کی وارفتگی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے آپ کی ذہنی مرکزیت ان عناصر کے گرد محوِ رقص ہے۔ بہر حال یہ کہنا کسی صورت غلط نہ ہوگا کہ آپ کا کلام وسیع النظری، بلند خیالی اور شاعری کے تمام اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

آپ کے کلام میں قلبی واردات و کیفیات بھی زندگی کے تجربات ومشاہدات کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ آپ کے نزدیک یہ غم اور سکھ عارضی کیفیات ہیں۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بھرپور استعمال کرے اور کہیں کسی مرحلہ پر رک نہ جائے، بلکہ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ چلتا رہے کیوں کہ یہ سفر ختم نہیں ہوتا، اس سفر میں نہ جانے کیا کیا پیش آئے، لہٰذا انسان کو ہمت نہیں ہارنا چاہیئے۔

کوثر شاہجہانپوری کی شاعری میں سادگی، اور برجستگی کی بھی نمایاں جھلک نظر آتی ہے جو ان کے حسنِ بیان کو اجاگر کرتی ہے آپ کے اشعار سے آپکی فکری وسعت کی نشاندہی ہوتی ہے اور واضح ہوتا ہے کہ آپ شاعری کی جزیات سے واقف ہیں۔

الفاظ کے جسم میں تخیل یا تصور کی روح پھونک کر ایک بامعنی وجود بخشنا شاعر کا کمال ہے، یہ ہی کمال آپ کے اشعار میں جابجا نظر آتا ہے جو آپکی شاعرانہ پختگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ اسی طرح جاری وساری رکھے اور آپ کے کلام کی روشنی سے ادبی فضا سدا یوں ہی روشن رہے۔

محمد ضمیر الدین کوثر

اپنی کہانی اپنی زبانی

پروفیسر محمد ظہیرالدین کوثؔر شاہجہانپوری

اپنی شاعری کے سلسلہ میں کچھ تحریر کرنے سے قبل میں ان مرحومین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ میرا پہلا مجموعۂ کلام ''عکس کوثؔر'' غزلیات وقطعات و رباعیات پر مشتمل ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ محکمۂ تعلیمات حکومت سندھ نے میرے مجموعۂ کلام کو عزت بخشی اور صوبۂ سندھ کے تمام کالج لائبریریز کے لئے درج ذیل حکم نامہ کے تحت منظوری (SO(ACD1)4-9/85(D-II, Dated 27/7/1989)۔

خصوصی طور پر مجھے جن حضرات نے اپنے تاثرات ارسال کئے ان میں جناب حکیم محمد سعید مرحوم سابق گورنر سندھ، محترم اشتیاق اظہر (مرحوم) صحافی روزنامہ جنگ وسینیٹر حکومت پاکستان، محترم ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (مرحوم)، حضرت حفظ الرحمٰن وفؔا ڈبائیوی (مرحوم)، جناب شاعؔر لکھنوی (مرحوم)، جناب ماہؔر القادری (مرحوم)، جناب افسؔر ماہ پوری (مرحوم)، جناب تابشؔ دہلوی (مرحوم)، جناب نازشؔ حیدری جانشین خیام الہند حیدؔر دہلوی مرحوم، جناب کیپٹن شبیؔر نیازی (مرحوم)، محترم قمؔر ہاشمی (مرحوم)، محترم فیض احمد فیضؔ بریلوی (مرحوم)، محترم پروفیسر ثناؔء گورکھپوری (مرحوم) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین! اس کے علاوہ سالنامہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' میں محترم زکی زاکانی صاحب نے بھی ۱۹۸۷ء میں تبصرہ فرمایا۔

دوسرا مجموعۂ کلام ''ارمغانِ سخن'' ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا نام تاریخی ہے اس لئے کہ اس کتاب کے نام کے اعداد ۲۰۰۲ء نکلتے ہیں۔ اس مجموعۂ کے سلسلہ میں محترم یٰسین خاں بہاؔر شاہجہانپوری، استاد شعبۂ اردو، لندن کالج آف منیجمنٹ (کراچی کمپلیکس)

کا میں بے حد ممنون ہوں اور مجھے فخر ہے کہ آپ نے میرے مجموعۂ کلام کو بہ نظر غائر دیکھا اور ناقدانہ انداز سے اپنے تاثرات قلمبند کئے۔ اسی طرح پروفیسر سحرؔ انصاری صاحب نے اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود اپنے تاثرات مجھے ارسال کئے ان کی شفقت و محبت کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تاثرات موصول ہوئے جن میں پروفیسر رحمٰن خاورؔ، پروفیسر شوکت اللہ خاں جوہرؔ، محترم مامون الرشید عباسی' ڈائریکٹر واپڈا ھاؤس، لاہور، محترم علاء الدین، پی اے ٹو ڈائریکٹر کیریئر اینڈ مـنـیـجـمـنـٹ سیل، واپڈا ہاؤس، لاہور۔ ڈاکٹر شاہد اقبال، لائیو اسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، بہادر نگر فارم، اوکاڑہ۔ محترم خاورؔ نظامی، محترم ارتضاء حسین' سپروائزر، ADEO' معتبرؔ شاہجہانپوری، محترم یعقوبؔ بدایونی اور محترم الحاج سید معزالدین قادری، سجادہ نشین آستانہ قادریہ بشیریہ، چندوسی، مرادآباد، بھارت کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ ان تمام حضرات نے میرے مجموعہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے تاثرات سے نوازا۔

تیسرا مجموعۂ کلام نعت و مناقب ''آبشارِ نور'' کے نام سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا ''لمحۂ فکریہ'' قارئین ضرور مطالعہ فرمائیں۔ یوں تو میرا تعارف متعدد کتب میں ہو چکا ہے۔ لکھنے والوں میں پروفیسر اکرام الرحمٰن، پرنسپل وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی، محترم حفظ الرحمٰن وفا ڈبائیوی، محترم فیض احمد فیضؔ کی شخصیات محتاج تعارف نہیں یہ وہ حضرات تھے کہ جن کو میرے خاندان کے حالات جو کچھ معلوم تھے انھیں تحریر کر دیا۔ اس مجموعہ میں جو تعارف سید عبدالمجید محمد اقبال قادری بدایونی بی۔اے (آنرز)، ایم اے خلف الرشید حضرت مولانا عبدالقدیر القادری المقتدری سابق مفتیٔ اعظم حیدرآباد دکن نے تحریر فرمایا وہ اس لئے مستند ہے کہ قادری نسبت سے آپ کو میرے خاندان کے ۲۵۰ سال پرانے واقعات جو بزرگانِ دین سے سینہ بہ سینہ محفوظ چلے آرہے ہیں ان کو ضابطۂ تحریر میں لاکر میری عزت افزائی فرمائی۔ ان کے

علاوہ محترمہ رقیہ فاروقی، معلّمہ بیکن ھاؤس اسکول سسٹم، علامہ اخلاق قادری اور پروفیسر اشرف راجپوت کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنھوں نے نعت ومناقب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرما کر اپنے تاثرات مجھے ارسال کئے۔

اب نیا چوتھا مجموعۂ کلام ''فراغِ کوثر'' جو نعت ومناقب، غزلیات وقطعات اور نظموں پر مشتمل ہے اور نام بھی تاریخی ہے جس کی سنِ طباعت ۲۰۰۷ء ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں اپنے خاندانی حالات جو مجھے اپنے والد محترم قاری بشیر الدین پنڈت قادری بدایونی نیشنل ایوارڈ یافتہ وخلیفہ حضرت مولانا حافظ عبدالحمید سالم القادری زیب سجادہ و جانشین حضرت مولانا عبدالقدیر سابق مفتیٔ اعظم حیدر آباد دکن سے معلوم ہوئے ان کو اس کتاب میں تحریر کر دوں تاکہ کسی قسم کی تشنگی نہ رہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں ۱۹۸۵ء مین ہندوستان گیا تھا تو خیال آیا کہ زندگی کا کیا بھروسہ، کم از کم والد صاحب قبلہ قاری بشیر الدین پنڈت سے ایک انٹرویو اپنے اسلاف کے بارے میں لے لیا جائے لہٰذا مجھے والد صاحب قبلہ نے اپنے اسلاف اور سلسلۂ نسب کے متعلق جو تاریخی حقائق بیان کئے انھیں کی زبانی قلمبند کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ:

''اس عاجز کا سلسلۂ نسب مُنَبّہ قریشی پر مختتم ہے۔ مُنَبّہ قریشی رسول کریم ﷺ سے کئی پشت پہلے ہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی مختصر جماعت نے اس فقیر حقیر کو ایک خواب میں واصف بن مُنَبّہ کے نام سے کیوں یاد کیا ہے یہ میرے لئے ایک راز ہے!

یہی وہ خاندان ہے جس نے عمان (عرب) میں برسرِ اقتدار ہو کر دشمنِ اسلام خوارج کا صفایا کیا پھر وہاں سے سندھ منتقل ہو کر منصورہ سے آگے بڑھ کر ایک عرصہ دراز تک ملتان کو پایۂ تخت بنا کر حکومت کی۔ قرامطہ کے ہاتھوں یہ سلطنت تباہ و برباد ہوئی افرادِ خاندان ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ محمد شیر نامی مورثِ اعلیٰ کو جالندھر کے چوھان راجہ نے اپنی فوج کا سپہ سالار بنالیا۔

یہ محمود غزنوی کا زمانہ تھا جس نے پشاور کے میدان میں ۹۹۲ء کٹک سے اٹک تک کی متحدہ فوجوں کو شکست دی۔ اس کے بعد محمود غزنوی نے ایک ایک کر کے تمام راجاؤں سے بدلا لیا۔ اسی عبوری دور میں میرے مورثِ اعلیٰ جالندھر کے سات چوہان شاہزادوں کے ہمراہ اوسہت میں آ کر پناہ گزیں ہوئے۔ مزید تفصیل کے لئے ''تاریخ چھتری کل تھمن'' صفحات ۵۸ تا ۶۵ کا مطالعہ فرمایئے جو ٹھاکر د لتھمن سنگھ کی تصنیف ہے اسی طرح رسالہ (''ذوالقرنین'' بدایوں اگست ۱۹۵۶ء دیکھئے)۔

اوسہت واقع ضلع بدایوں کے عامل (گورنر) نے جو قنوج کے راجہ کے ماتحت تھا انھیں پناہ دی۔ چار شہزادے اپنی جہالت کے وجہ سے مر گئے بقیہ تین کو گورنر نے اوساواں واقع ضلع بدایوں آنولہ اور انگریا لوہاری واقعہ ضلع ایٹہ میں جاگیریں دیں۔

میرے مورثِ اعلیٰ اوساواں میں رہ پڑے چنانچہ ۵۰۰ بیگہ کی شیخ پٹی بصورت محال عمر شیخ اس امر کی شاہد ہے۔ اوساواں اور انگریا لوہاری کے راجپوت ''کٹیا'' کہلاتے ہیں لیکن آنولہ کے اب تک چوہان ہیں۔ ان راجپوتوں سے اس ناچیز کے خاندان کے تعلقات اب تک اس انداز کے ہیں جیسے راجہ اور وزیر کے ہوتے ہیں۔

بحمد اللہ اس خاندان میں علم کی روشنی کچھ نہ کچھ ہمیشہ باقی رہی گو کہ گاؤں کی رہائش کی وجہ سے مدنیت مفقود ہو گئی۔ غدر ۱۸۵۷ء میں میرے ایک بزرگ جو کمیدان یعنی کمانڈر کے نام سے مشہور تھے ککرالہ کے مقام پر ۱۹ اِپریل ۱۸۵۸ء میں جنرل سی کو میدان جنگ میں قتل کر دیا تھا خود روپوش ہو گئے لیکن خاندان پر تباہی آ گئی اور اب تک نانِ شبینہ کو محتاج ہے لیکن بحمد اللہ کسی کے دستِ نگر نہیں۔

۱۸۵۸ء میں جنگِ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور پھر اس کے آخری نتیجہ نے اہل خاندان کو انگریزوں سے از حد متنفر کر دیا اور ان کے نام لینے کو ناپاک سمجھنے لگے یہاں تک کہ

انگریزی اسکولوں میں داخل ہونے کو گناہ سمجھنے لگے۔ میرے والد بزرگوار محترم مولوی خیرالدین خلیفہ حضرت مولانا عبدالمقتدر اور مولانا عبدالقدیر بدایونی کو پنڈت لالتہ پرشاد نے جو پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے زبردستی پکڑ کر اپنے اسکول میں داخل کرلیا۔ پنڈت جی حضرت دادا صاحب کے بڑے مخلص دوستوں میں تھے اس لئے وہ انکار نہ کرسکے۔

یہ وہ دور تھا کہ جب اساتذہ گھروں پر آکر بچوں کو لے جاکر اپنے اسکول میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ بہر حال مولوی سید خیر الدین نے ۱۸۸۵ء میں مڈل ورناکلر کا امتحان فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا تھا۔ ۳۳ سال محکمۂ تعلیم میں ایک معزز استاد رہ کر رٹائر ہوئے اس کے بعد شاہجہانپور میں ایک انگریزی مڈل اسکول میں ۵ سال تک اسسٹنٹ ماسٹر رہے۔

راقم الحروف کی یہ خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک ایسے علمی خانوادے سے تعلق رکھتا ہے کہ جہاں سے علم کے دھارے پھوٹے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ میرے دادا مولوی خیرالدین کی روایت کے بموجب آپ کے پردادا الحاج محی الدین عرف حاجی میاں اور دادا کلیم الدین کے مزارات موضع مالوں، تھانہ رفیع آباد کلاں، تحصیل جلال آباد شاہجہانپور میں ہیں۔ حاجی میاں نے اعلیٰ حضرت مولانا فضل رسول (۱۷۸۵-۱۸۷۲) کے ساتھ چار بار پیدل حج کئے۔ چونکہ حاجی میاں نے حضرت شاہ فضل رسول کے ساتھ ایک طویل عرصہ گذارا لہٰذا حاجی میاں کے بعد ان کے بیٹے کلیم الدین حضرت عبدالقادر (المتوفی ۱۹۰۹) کے خلیفہ ہوئے اور کلیم الدین کے بیٹے مولوی خیرالدین حضرت مولانا عبدالمقتدر (المتوفی ۱۹۱۹) اور مولانا عبدالقدیر (المتوفی ۱۹۶۰) مفتیٔ اعظم حیدرآباد دکن کے خلیفہ مجاز بیعت ورشد تھے۔

مولوی خیرالدین نہایت متدین، پابند صوم وصلوٰۃ عالم بہ عمل تھے۔ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد وغیرہ نوافل کی ادائیگی معمول میں داخل تھیں۔

اسی طرح میری دادی، سید سلطان حسین میاں خلیفۂ اکبر سید چراغ علی شاہ کی نواسی

تھیں۔سید سلطان میاں کا مزار سینتھل ضلع پیلی بھیت میں ہے۔مرحومہ کے دو فرزند تھے۔ان میں سے ایک میرے والد بزرگوار قاری محمد بشیر الدین پنڈت نیشنل ایوارڈ یافتہ اور دوسرے میرے چچا سید نصیر الدین پہلوان شاہ قادری تھے۔

حضرت شاہ عبدالقدیر قادری المقتدری عاشقِ رسول بدایونی نے ۱۳۷۸ھ کو سید نصیر الدین شاہ عرف پہلوان میاں کو خلافت عطا فرمائی تھی۔شاہ نصیر الدین کا ۸ فروری ۱۹۷۸ء کو وصال ہوا اور بروز جمعرات بعد نماز ظہر محلّہ مہمند جنگلا شہر شاہجہانپور میں ان کے مریدین ومعتقدین نے نہایت تعظیم وتکریم سے تدفین کے فرائض انجام دیئے۔آپ نے میرے چھوٹے بھائی الحاج سید معز الدین قادری کو چشتی سلسلہ میں اپنی خلافت بھی دی جو آجکل چندوسی ضلع مرادآباد میں فضل الرحمٰن انٹر کالج میں اردو کے لکچرار ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت حافظ عبدالحمید سالم القادری دامت برکاتہم کے بھی خلیفۂ مجاز بیعت ورشد ہیں۔مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (رسالہ ’دورِجدید‘ ماہ اکتوبر ۱۹۸۰)۔

میرے والد محترم قاری بشیر الدین پنڈت ۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء تحصیل جلال آباد ضلع شاہجہانپور از روئے اسکول سرٹیفکیٹ پیدا ہوئے۔چھ سال کی عمر میں والدۂ محترمہ کی وفات کے بعد آپ کے والد جو جونیئر ہائی اسکول کے صدر مدرس تھے انھوں نے اپنے ساتھ رکھا اور اپنی نگرانی میں عربی وفارسی کی تعلیم دی۔قصبہ بھٹولی،موضع للواں،کٹرہ سعادت گنج میں پرائمری تعلیم حاصل کی،درجہ چہارم کے بعد آپ کے والد محترم نے قصبہ اعلیٰ پور کے مڈل اسکول جس کے ہیڈ ماسٹر منشی دگنجن سنگھ تھے جنھوں نے میرے دادا کو بھی مڈل تک تعلیم دی تھی۔داخلہ دلا دیا وہاں تین سال بورڈنگ ہاؤس میں رہ کر ۱۹۲۰ء میں ورناکلر مڈل فائنل کا امتحان دیا اور اس امتحان میں یوپی کے اندر فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ضلع بدایوں کی یہ پہلی مثال تھی کہ آپ نے صوبہ یوپی میں بدایوں کا نام روشن کیا۔ اسوقت ای۔ایم۔آئی ہائی اسکول بریلی میں اسپیشل کلاس تھی لہٰذا

قاضی حسین کی سرپرستی میں وہاں تین سال رہے اور سنسکرت کو لازمی مضمون کی حیثیت سے رکھا۔
جولائی ۱۹۲۰ء سے جولائی ۱۹۲۳ء تک .E.I.M ہائی اسکول بریلی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۵ء
میں انٹر پاس کیا۔ ستمبر ۱۹۲۵ء تا مئی ۱۹۲۷ء علیگڑھ یونیورسٹی میں کچی بارگ ہوسٹل میں رہ کر
بی۔اے کی سند حاصل کی یہیں سے سنسکرت کے ایم۔اے کے بعد بی۔ٹی کا امتحان پاس کیا۔
۱۹۴۱ء میں علیگڑھ سے اردو ایم اے کیا۔اس کے بعد آگرے سے تاریخ کا ایم۔اے کا امتحان
دیا۔آپ کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ آپ نے سیالکوٹ سے ۱۱ستمبر ۱۹۴۱ء میں ہومیو پیتھک
یونیورسٹی سے ڈاکٹر کی ڈگری بھی حاصل کی تھی۔ اور اس زمانے کی ڈگری کے مطابق
M.H.U ,.F.H.U اپنے نام کے ساتھ لکھنے کے مجاز تھے لیکن آپ نے کبھی بھی ڈاکٹر اپنے
نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ البتہ گھر پر میں نے مستحق مریضوں کو مفت دوا دیتے ہوئے ضرور دیکھا
تھا۔لیکن باقاعدہ مطب نہیں کھولا اور نہ اسکو ذریعہ معاش بنایا۔حکومت پاکستان نے متعدد بار
پشاور، لاہور اور خیر پور میں آل پاکستان ہسٹاریکل کانفرنس میں شرکت کی دعوت دے کر طرح
طرح سے نوازا۔ بھارت سرکار سے ۱۹۶۱ء کو نیشنل ایوارڈ (شمس العلماء) ملا۔انبالہ کینٹ سے
رسالہ Intellignet student میں تمام نیشنل ایوارڈ یافتگان کے حالاتِ زندگی شائع
ہوئے اسی رسالہ میں پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ ہند رادھا کرشن کے ساتھ
گروپ فوٹو بھی ہے۔اس موقعہ پر پنڈت جواہر لال نہرو نے والد صاحب کی معرکتہ الآراء کتاب
''تاریخ ہندی قرونِ وسطیٰ'' کو خصوصی طور پر محفل کو مخاطب کر کے کتاب ہذا دکھائی اور کہا اس محفل
میں ایک ایسی شخصیت بھی ہے کہ جس نے ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ۳ جلدیں تاریخ کی مرتب کی
ہیں جو قابل ستائش ہیں اور مصنف قابل مبارکباد ہے۔

۲ جنوری ۱۹۶۹ء کو حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی غوث اعظم دستگیرؒ کے
اشارے سے سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں جناب الحاج سیدنا محمد سالم القادری نے ایک

بار عرس کے موقع پر قاری بشیرالدین پنڈت کا نام پکارا اور فرمایا کہ میں نے ان پر اسلام کی خدمت اور سلسلہ کی ذمہ داری سونپی ہے۔ان مبارک ساعتوں پر ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اسلام پھیلے اور سلسلۂ قادری کی برکات عام ہوں۔حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خرقہ پہنایا۔ردا اڑھائی اور فرمایا آپ کو سلسلۂ قادریہ میں مجاز بیعت و رشد کیا۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو''خمخانہ محامد'' (مطبع حیدرآباد دکن، نواب قادری)۔

آپ نے کم وبیش ۴۰ کتب لکھیں۔افسوس ہے کہ آپ کی زندگی میں تمام کتب شائع نہیں ہوسکیں۔اس کی وجہ آپ کی تنہائی اور کوئی مدد کرنے والا نہ تھا۔کیونکہ بڑے صاحبزادے سید استخار الدین یعقوب لیکچرار (انگلش) بجنور انٹر کالج منتقل ہو گئے تھے۔ دوسرے صاحبزادے سید محمد معزالدین لیکچرار (اردو) نے فضل الرحمٰن انٹر کالج' چندوسی ضلع مرادآباد میں رہائش اختیار کر لی تھی اور سب سے چھوٹا بیٹا محمد ظفرالدین قادری مستقل طور پر بیماری کی وجہ سے والد صاحب قبلہ کا ساتھ نہ دے سکا۔میں ۱۹۶۲ء میں کراچی منتقل ہو گیا اور آپ کے علمی و ادبی کام میں معاون ثابت نہ ہو سکا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا آپ کا ذاتی کتب خانہ تباہ ہو گیا۔نایاب کتب اور ہزارہا سال پرانے نایاب سِکّوں کو برباد کر دیا گیا ان میں سے کچھ میرے پاس محفوظ ہیں۔یہ وہ سرمایہ تھا جو شاید اب دستیاب نہ ہو سکے۔

بلاشبہ میرے والد بزرگوار ایک عظیم انسان تھے مجھے آپ کے علمی و ادبی اور دینی معلومات کے بارے میں جو معلوم تھا اس کو بڑے اختصار سے تحریر کر دیا ہے۔ بقیہ حیات و خدمات ''شاہراہِ علم و عمل'' کے نام سے مرتب کر رہا ہوں جس میں اہل علم، اہل نظر مورخین کے تاثرات، مکتوبات، کتب کی تفصیل، رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مضامین، ان تمام کو کتابی صورت میں انشاءاللہ جلد پیش کرنے کی سعی کروں گا۔

قارئین کرام! میں اپنی کم علمی، کم مائیگی اور کوتاہ نظری کے پیشِ نظر خود پر کیا ناز کروں؟

مگر مجھے ناز ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار کی وسیع النظری، خوش خلقی اور بے لوث شفقت سے بہت کچھ حاصل کیا۔

لہٰذا میں اپنے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ میں ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں اسلامیہ ہائر سکنڈری اسکول شاہجہانپور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور گاندھی فیضِ عام کالج میں بی۔اے تک والد صاحب قبلہ کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی۔ ہندی اور سنسکرت بھی پڑھی اور والد صاحب قبلہ سے علم الاعداد اور علم الحساب بھی سیکھا۔

والد صاحب قبلہ کو مجھ سے بے حد محبت تھی وہ مجھے سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ زمانے نے کروٹ لی اور میں اپنے نانا، نانی کے ساتھ ۱۹۶۲ء پاکستان مستقل طور پر آ گیا۔ یہاں میں نے جامعہ کراچی سے ۱۹۶۵ء میں ایم۔اے (اردو) اور ۱۹۶۷ء میں بی۔ایڈ کے امتحانات پاس کئے۔ درس و تدریس کے پیشے سے منسلک رہا۔ پی آئی بی کالونی، جیکب لائن، کوتوال بلڈنگ ہائی اسکولز میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۷۳ء سے ۲۰۰۰ء تک عائشہ باوانی گورنمنٹ کالج میں صدر شعبۂ اردو کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔ اس کے بعد لارسن کامرس کالج، سخی حسن میں پرنسپل کے عہدہ پر ڈھائی سال تک رہا۔ وہاں سے مستعفی ہونے کے بعد تصنیف و تالیف کا مشغلہ جاری ہے۔

مجھے بے حد مسرت ہے اور ایک عجب سا اضطراب بھی۔ مسرت اس لئے ہے کہ آج بھی پُرخلوص اور دیدہ ور شخصیتیں اس دنیا میں موجود ہیں اور اضطراب اپنے اندر اس لئے محسوس کرتا ہوں کہ چند ناعاقبت اندیش حضرات نے یہاں کے ادبی ماحول کو پراگندہ کر رکھا ہے اور اتنی کوتاہ نظری ہے کہ ان سے ہر صاحب نظر واقف ہے۔

میرا یہ نیا کلام جو حمد و نعت و مناقب، غزلیات و قطعات اور نظموں پر مشتمل ہے شاید شائع نہ ہوتا اگر میرے بزرگ محترم جناب احمد دین بٹ (رٹائرڈ، CGO پاکستان ائیر فورس)

وسیلہ نہ بنتے۔آپ کی شخصیت گونا گوں صفات کی حامل ہے۔جب میں عائشہ باوانی کالج میں تھا تو آپ نے اپنے بچوں کو اردو، اسلامیات اور مطالعہ پاکستان پڑھانے کی غرض سے میری خدمات حاصل کیں۔آج بحمد اللہ آپ کے تمام بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔

میں نے فرحانہ بٹ اور رضوانہ بٹ کو اپنی بیٹیوں کی طرح درس دیا۔آج دونوں ڈاکٹر ہیں۔فرحانہ بٹ اور اس کا شوہر امریکہ میں سکونت پذیر ہیں اور ڈاکٹر ہیں۔اسی طرح آپ کے صاحبزادے سعید احمد بٹ صاحب جو رٹائرڈ پائیلیٹ ہیں اور رٹائرڈ ونگ کمانڈر PAF اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں انھوں نے اپنی دو بیٹیوں نبیہہ بٹ اور وجیہہ بٹ جو انٹر میڈیکل گروپ کی طالبات ہیں ان کو اردو اور اسلامیات پڑھانے کیلئے سعید احمد بٹ صاحب کے چھوٹے بھائی سلیم احمد بٹ جو کہ عائشہ باوانی کالج میں پڑھ چکے ہیں اور اب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں اور اس کالج کے تمام اساتذہ سے بے حد محبت کرتے ہیں انھوں نے پروفیسر سید شاکر حسین صدر شعبۂ فزکس کے ذریعے کسی نہ کسی صورت مجھے تلاش کرالیا۔گو کہ میں رٹائرڈ زندگی گذار رہا ہوں اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتا ہوں۔سر اٹھانے کی فرصت نہیں مگر سلیم احمد بٹ صاحب کے اصرار نے اور آپ کے حسنِ تکلم نے مجبور کردیا، اگرچہ نبیہہ بٹ اور وجیہہ بٹ دونوں اوٗلیول کی طالبات تھیں اور اب ان کو فرسٹ ایئر کی (لازمی اردو) پڑھنا تھی اور یہ امران کے لئے دشوار تھا مگر دونوں نے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا اور فرسٹ ایئر میں %84 فیصد نمبر حاصل کئے۔اس طرح اب وہ ۲۰۰۷ء میں انٹر سال دوم کی تیاری کررہی ہیں۔دونوں بچیاں بے حد ذہین، باادب اور خلیق ہیں آپ کی والدہ محترمہ بھی ڈاکٹر ہیں، گائنا کالوجسٹ اور الٹرا ساؤنڈ کی تجربہ کار اسپیشلسٹ ہیں۔اس کے علاوہ آپ آرمی میں رٹائرڈ میجر اور ایئر فورس میں بھی ڈاکٹر کے فرائض انجام دے چکی ہیں۔

جناب سعید احمد بٹ بے حد مصروف انسان ہیں۔ان سے گاہے گاہے ملاقات ہوتی

رہتی ہے۔ایک دن عید کے موقع پر ان سے تفصیلی گفتگو رہی۔ دوران گفتگو پتہ چلا کہ سعید بٹ صاحب بھی اپنے طالب علمی کے زمانے میں نظمیں لکھتے تھے اور آپ کی شریک حیات بھی دورانِ طالب علمی شعروشاعری سے شغف رکھتی تھیں۔ جب میں نے سعید احمد بٹ صاحب کے داؤ دی لحن میں ایک خوبصورت نظم سنی اور جس انداز سے انھوں نے منظر بیان کیا اس سے ظاہر ہوا کہ یہ بھی غم کے مارے ہیں اور اپنے پہلو میں زخمی دل رکھتے ہیں۔ایک سچے عاشق ہیں۔ ہمدردی کا جذبہ رگ و پے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ملنسار ہیں، دوسروں کے دکھ درد کو برداشت نہیں کر پاتے جہاں تک ہوتا ہے ان کی مدد کرتے ہیں۔

اگر چہ سعید احمد بٹ صاحب بذات خود کئی امراض کے شکار ہیں۔شوگر، ہارٹ پرابلم اور فشار خون کی وجہ سے کبھی کبھی پریشان ہو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم حوصلہ عطا کیا ہے۔آپ ہمیشہ مسکراتے، ہنستے، کھیلتے اور مردانہ وار زندہ دل رہ کر زندگی گذارتے ہیں۔اپنے تمام بچوں کے ساتھ بچہ بن کر کھیلتے نظر آئیں گے۔آپ کے نزدیک جو کچھ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا عطیہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اندوہ وغم سے دور رہتے ہیں۔

چونکہ جناب سعید احمد بٹ ایک حساس انسان ہیں ان میں احساس کرنے، محسوس کرنے اور مشاہدہ کرنے کی اہلیت ہے دور اندیش اور نظر شناس بھی ہیں۔لہٰذا جب آپ نے میرا مجموعۂ کلام ''ارمغانِ سخن'' کا مطالعہ کیا تو باقی تمام کلام جو اب تک شائع نہیں ہوا تھا اس کو بھی شائع کرانے کی طرف توجہ دلائی۔ میں اس کو اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گا کہ آپ نے ہر طرح سے میری ہمت افزائی کی، حوصلہ بڑھایا۔آپ ہی کی وجہ سے یہ کلام منظرِ عام پر آسکا۔

آخر میں دعا ہے کہ سعید احمد بٹ صاحب کو اور آپ کے گھرانے کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ دینی اور دنیوی دونوں دولتوں سے مالا مال فرمائے۔ بالخصوص آپ کے والد بزرگوار جناب احمد دین بٹ اور آپ کی والدہ محترمہ کا سایہ ہمیشہ آپ پر قائم رہے۔آمین!

اس پر فتن دور میں کتاب کی طباعت و اشاعت آسان کام نہیں، قدم قدم پر بڑے دشوار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میری بیگم معزہ کوثؔر نے خانگی پریشانیوں سے دور رکھا، اسی طرح اس کتاب کی کمپوزنگ اور ترتیب میں میرے صاحبزادوں محمد ضمیر الدین کوثؔر، مظہر الدین، وقار الدین اور میری صاحبزادیوں بشریٰ کوثر، ایم اے (اردو) گولڈ میڈلسٹ اور صبا کوثر (بی اے) نے بڑی تندہی سے کام کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ نبیہہ بٹ اور وجیہہ بٹ نے بھی صفحات کے نقل کرنے میں میری مدد کی۔ میری دل سے ہر ایک کے لئے دعا ہے کہ یہ سب دن دونی رات چوگنی ترقی کے منازل طے کریں اور ہمیشہ خوش و خرم رہیں۔ آمین!

کوثؔر شاہجہانپوری

پروفیسر کوثر شاہجہانپوری کے کلام پر ایک سرسری نظر

مسز سیمیں زبیری
پرنسپل، کیمبرج برانچ، پی ای سی ایچ ایس، بیکن ہاؤس اسکول سسٹم، کراچی

پروفیسر محمد ظہیر الدین کوثر شاہجہانپوری سے مجھے ذاتی طور پر تو ملاقات کا شرف حاصل نہیں لیکن ان کے صاحبزادے محمد ضمیر الدین کوثر سے مجھے آپ کے مجموعۂ کلام ''گلدستۂ کوثر'' ''عکسِ کوثر'' اور ''ارمغانِ سخن'' موصول ہوئے جس کے ذریعے میں آپ سے غائبانہ متعارف ہوئی۔

کسی بھی شخصیت کے بارے اپنے خیالات اور تاثرات کا اظہار انتہائی دشوار امر ہے پھر بھی پروفیسر صاحب کے مجموعۂ کلام کے مطالعہ سے اندازا ہوا کہ جناب کوثر شاہجہانپوری، اپنے عظیم والد قاری بشیر الدین پنڈت کے علم وادب کے اس مشن کے لئے آج بھی مصروف عمل ہیں اور مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں جس کے لئے انھوں نے اپنی زندگی وقف کردی تھی۔ کوثر صاحب اپنے والد بزرگوار کے نقشِ قدم پر چل کر علم وادب کی خدمت کررہے ہیں۔

پروفیسر کوثر عائشہ باوانی گورنمنٹ کالج، کراچی میں ۳۰ سال درس وتدریس سے وابستہ رہے اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گذار رہے ہیں۔ مندرجہ بالا مجموعۂ کلام اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ آپ کی علم وادب سے متعلق خدمات اب بھی جاری وساری ہیں۔

آپکا کلام واقعی قابل ستائش ہے جس میں قدیم اور جدید شاعری کا بہترین اور حسین امتزاج ملتا ہے، قدیمیت اور جدیدیت کی بھرپور عکاسی موجود ہے۔ شاعر حساس طبیعت ہونے کے باعث اپنے گردوپیش کے ماحول سے اثر لیتے ہیں اور شاعر کے کلام سے

ان اثرات کا بہترین اظہار ہوتا ہے۔ لگتا ہے پروفیسر صاحب نے زندگی میں درپیش حالات، مشکلات، حادثات، زمانے کی تلخیوں، درد وکرب کا گہرا اثر لیا جو کہ ایک فطری امر بھی ہے اور اس کی جھلک آپ کے کلام میں جا بجا نظر آتی ہے۔

زندگی اک فریب ہے یارو
تم نے کیوں اس پہ اعتبار کیا

سایہ ہی غم کا مجھ کو ملا راہِ عشق میں
جب بھی تلاش یار میں، میں نے سفر کیا

جہاں جہاں سے میں گذرا ہوں راہِ ہستی میں
لہو لہو میرے پیروں کے ہیں نشاں اب تک

لیکن رنج والم کے اس اظہار کے باوجود آپکے اشعار میں عزم وحوصلہ نظر آتا ہے آپکے اس عزم وحوصلہ ہی نے آپ کے کلام کو جاوداں بنا دیا ہے۔ آپ کے یہ اشعار آپکے پختہ عزم وحوصلہ کی سچی عکاسی کرتے ہیں۔

کوئی کہدے یہ موجِ طوفاں سے
ڈوبنے والے پھر ابھرتے ہیں

ترے دل پہ لاکھ غم ہوں تو چھپالے ان کو دل میں
یہی زندگی ٔدل ہے یہی اصل زندگی ہے

موجِ طوفاں سے کھیل کر ہم نے
اپنی کشتی کو غم سے پار کیا

پوچھیئے یہ ڈوبنے والوں سے بحرِ عشق کے
جو مزا گرداب میں ہے وہ کہاں ساحل میں ہے

پروفیسر صاحب کا کلام انتہائی آسان اور سہل زبان میں ہے اور دل و دماغ میں اتر جانے والا اثر رکھتا ہے۔ بحثیت شاعر آپ کی شاعری بلند خیالات، درد و فکر، شگفتگی، ہمت و حوصلہ سے مزین ہے۔

مزا زندگی کا اسی میں ہے کوثر
غم زیست میں مسکرا کر تو دیکھو

بقولِ دل زباں کا پاس بھی لازم ہے انساں کو
شکستِ دل سمجھتا ہوں شکستِ عہد و پیماں کو

میری آہیں آج تک بیگانۂ تاثیر ہیں
ڈھونڈتا ہوں جس اثر کو وہ اثر ملتا نہیں

اس کے علاوہ عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کے رنگ بھی نظر آتے ہیں لیکن عشقِ مجازی کے مقابلے میں عشقِ حقیقی کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔

اس کے جلوے ہر ایک چیز میں ہیں
آپ ڈھونڈیں تو' جستجو تو کریں

جس نے اسرارِ بندگی سمجھے
بس وہ تیرے جمال تک پہنچا

ہونگے تاثیر آشنا سجدے
خونِ دل سے ذرا وضو تو کریں

جن پر ہزار ناز کرے آستانِ یار
اپنی جبیں میں ایسے بھی سجدے سجایئے

روشنی ہونے لگے داغِ جگر سے میرے
شمعِ الفت کو خدا اور فروزاں کردے

حال ہی میں پروفیسر کوثر شاہجہانپوری کا ایک اور مجموعۂ کلام ''آبشارِنور'' موصول ہوا جو کہ نعت و مناقب پر مشتمل ہے۔ غزلیہ کلام کے بعد جب اس مجموعۂ کا مطالعہ کیا تو مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ پروفیسر صاحب نعتیہ اشعار میں بھی انتہائی مہارت رکھتے ہیں آپ کی شخصیت عشقِ حقیقی کے ساتھ ساتھ عشقِ نبی ﷺ سے بھی سرشار ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار اسی وقت ممکن ہے جب دل عشقِ محمد ﷺ سے سرشار ہو، حضور اکرم ﷺ سے عقیدت اور محبت ایمان کا جز ہے۔ ''آبشارِنور'' میں حضور اکرم ﷺ کی تعریف و توصیف اور پاکیزہ خیالات کی عکاسی موجود ہے۔ اللہ عز و جل سے میری دعا ہے کہ پروفیسر کوثر شاہجہانپوری کے یہ پاکیزہ خیالات جو نعتیہ اشعار کی صورت میں پیش کیئے گئے ہیں قبول فرمائے! آمین۔

سیمیں زبیری

حصّہ حمد باری تعالیٰ

وحدہٗ لاشریک ہے تو ہی
تو ہی خالق جہاں کا ہے تنہا

حمد باری تعالیٰ

تو بڑا بے نیاز ہے مولیٰ ۞ سب کا تو چارہ ساز ہے مولیٰ

کام بگڑے ہوئے بناتا ہے ۞ ایسا تو کارساز ہے مولیٰ

تو ہی آقا ہے تو ہی داتا ہے ۞ اس لئے تجھ پہ ناز ہے مولیٰ

تیری مُنکر پہ بھی نوازش ہے ۞ کتنا تو بے نیاز ہے مولیٰ

ذرے ذرے میں ہے چمک تیری ۞ ہر ادا دلنواز ہے مولیٰ

فضل ہے تیرا، تیری رحمت ہے ۞ یہ جو میری نماز ہے مولیٰ

وجۂ تخلیق ہم نہیں سمجھے ۞ ہم پہ وا کر جو راز ہے مولیٰ

کیسے حمد و ثناء کرے کوثرؔ

سوز سے خالی ساز ہے مولیٰ

حمد باری تعالیٰ

لکھوں حمد کیسے کہ قاصر زباں ہے
تری شان تو کُن فکاں سے عیاں ہے

کسی اور کا کیوں تصور کروں میں
رگ و پے میں دل میں تو ہی تو نہاں ہے

ازل سے تری روشنی ہے جہاں میں
کہیں تو نہاں ہے کہیں تو عیاں ہے

کرے کون دعویٰ تری ہمسری کا
تو ربُّ العلیٰ مالک دو جہاں ہے

عبادت خدا کی اطاعت نبی ﷺ کی
نہیں کرتے کوثر تو ان کا زیاں ہے

حمد باری تعالیٰ

کوئی کیا سمجھ سکے گا جو ہے لطفِ عام تیرا
یہ عجیب تیری قدرت یہ حسیں نظام تیرا

ٹری عظمتوں کو یارب جو بیاں کروں تو کیسے
ہوئی عقل میری حیراں جو پڑھا کلام تیرا

یہ زمیں یہ آسماں بھی ترے حکم کے ہیں بندے
ہر اک شے ہے تیری مظہر، ہر اک جا مقام تیرا

یہ حسیں چمن کے طائر ترا ذکر کرکے خوش ہیں
تجھے کیسے بھول جائے بھلا یہ غلام تیرا

تری ذات ہے ازل سے تری ذات ہے ابد تک
یہی ذکر ہوگا ہر دم یہاں صبح و شام تیرا

حمد باری تعالیٰ

کیا عجب شان ہے تری مولیٰ
تو خدا ہے تو رام ہے سب کا

ذات میں تو صفات میں یکتا
کوئی ہمسر ہوا نہیں تیرا

وحدہٗ لاشریک ہے تو ہی
تو ہی خالق جہاں کا ہے تنہا

چاند تاروں میں روشنی تیری
ہے ازل سے عیاں ترا جلوا

تو رگِ جاں سے ہے قریں سب کے
خالقِ کل جہاں ہے رب سب کا

ذرے ذرے میں ہے ضیا تیری
سب کا آقا ہے تو، تو ہی مولیٰ

حمد کوثرؔ لکھے مجال نہیں
یہ ہنر ہے دیا ہوا تیرا

حمد باری تعالیٰ

مُوجدِ کُل ہے تو ہی نام ہے رحمٰں تیرا
رنگ تیرا ہے مہک تیری گلستاں تیرا

کاش حاصل ہو مجھے عشق میں عرفاں تیرا
یوں نظارا میں کروں تا حدِّ امکاں تیرا

تو ہے معبود مرا میں ہوں ثنا خواں تیرا
ہے ہدایت کے لئے آج بھی قرآں تیرا

مجھ کو مقدور کہاں ہے کہ تری حمد لکھوں
کیسے ڈھونڈوں میں بھلا کوئی بھی عنواں تیرا

تجھ کو محسوس تو کرتا ہوں رگِ جاں کے قریں
ساری دنیا کو بہر رنگ ہے ایقاں تیرا

کیا اٹھیں جانبِ فردوس نگاہیں اس کی
جس کی نظروں میں رہے جلوۂ تاباں تیرا

اپنے کوثرؔ پہ ذرا لطف و کرم ہو مولیٰ
ہے طلب گارِ کرم بے سر و ساماں تیرا

حمد باری تعالیٰ

ربِّ کونین کو جہاں دیکھا ✿ اس کی رحمت کو بے کراں دیکھا
کیا بتاؤں تجھے کہاں دیکھا ✿ ذرے ذرے میں ضوفشاں دیکھا
تجھ کو جلوہ نما جہاں دیکھا ✿ سب کو تیرا ہی نغمہ خواں دیکھا
تیری عظمت کو کرلیا سجدہ ✿ میں نے تیرا جہاں نشاں دیکھا
جب بصیرت ملی نگاہوں کو ✿ میں نے دل میں تجھے نہاں دیکھا
دیکھ کر تیری کُل خدائی کو ✿ مُنکروں کو بھی بے زباں دیکھا
جس کو عرفاں ترا ہوا حاصل ✿ اس کو تیرا ہی مدح خواں دیکھا
تو ہی حاجت روا جہاں کا ہے ✿ سر پہ تیرا ہی سائباں دیکھا
نیک ہو، بد ہو یا کوئی منکر ✿ تجھ کو سب پر ہی مہرباں دیکھا
تیری عظمت پہ کیوں نہ ہوں قرباں ✿ تجھ کو پنہاں کبھی عیاں دیکھا

چشمِ بینا ملی تو اے کوثرؔ
اس کو پایا جہاں جہاں دیکھا

حمد باری تعالیٰ

نغمے ہیں دل کے ساز میں تیرے ✿ خوش ہوں سوز و گداز میں تیرے

کتنا نزدیک جا پہنچتا ہوں ✿ بندگی میں نماز میں تیرے

ماسوا تیرے کس کو چاہوں میں ✿ ہے مزا سوز و ساز میں تیرے

ناز بردار ہی سمجھتے ہیں ✿ ہے جو لذت نیاز میں تیرے

ہنس کے تقدیر نے کہا مجھ سے ✿ کچھ نہیں ہے مُجاز میں تیرے

میری بے مائیگی مرے سو عجز ✿ ہر عروج و فراز میں تیرے

لطف ہی لطف ہیں عطا ہی عطا ✿ میری عمر دراز میں تیرے

تیری قدرت میں کب شریک کوئی ✿ کوئی شامل نہ راز میں تیرے

میں نے محسوس کی کشش کوثر

بندۂ پاکباز میں تیرے

اس دل سے نکل جانا اور تیری تمنا کا
مشکل ہے بہت مشکل، مشکل نظر آتا ہے

حصّہ نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہونچ جاتا ہوں میں بھی عرش پر اکثر تصور میں
بغیر عشقِ احمد ﷺ قرب یہ حاصل نہیں ہوتا

نعتِ رسول ﷺ

مہک رہے ہیں مکین و مکاں مدینے میں ✿ ہر ایک چیز ہے جنت نشاں مدینے میں

درود پڑھتے ہیں جنّ و بشر ملائک سب ✿ ہے رحمتوں کا عجب یہ سماں مدینے میں

فضائیں گونج رہی ہیں درود سے ہر سو ✿ ہر ایک ذرے نے پائی زباں مدینے میں

جو زائرینِ حرم ہیں ذرا انھیں دیکھو ✿ نظر ہے سوئے حرم اور جاں مدینے میں

نگاہِ لطف اگر ہو حضور کی مجھ پر ✿ یقیں ہے مجھ کو ملے گی اماں مدینے میں

جبینِ شوق یہ کیسے درِ نبی ﷺ سے اٹھے ✿ حضور ﷺ ہیں میرے دل میں تو جاں مدینے میں

یہی ہے آرزو میری یہی مری حسرت ✿ مرا بھی کاش بنے آشیاں مدینے میں

بہ فیضِ ذاتِ نبیؐ سب ہیں نور سے سیراب ✿ عجب ہے نور کا دریا رواں مدینے میں

خدا کرے کہ وہاں سے نہ آئے پھر کوثرؔ

درود پڑھتے نکل جائے جاں مدینے میں

نعتِ رسول ﷺ

معرفت کا وہ نور دیتے ہیں
فکر کا جب شعور دیتے ہیں

اک حقیقت ہے یہ درود کے لفظ
میرے دل کو سرور دیتے ہیں

مانگنے کا جسے سلیقہ ہے
اس کو آقا ضرور دیتے ہیں

جو بھی آقا کو دل سے یاد کرے
اس کو نور و سرور دیتے ہیں

نعت لکھتا ہوں جب بھی میں کوثؔر
مجھ کو آقا شعور دیتے ہیں

نعتِ رسول ﷺ

پیامِ محمد ﷺ صبا لا رہی ہے
مرے گھر کو پھولوں سے مہکا رہی ہے

سنانے خبر آمدِ مصطفےٰ ﷺ کی
صبا جھومتے جھومتے آرہی ہے

تصور میں جب سے مرے ہیں محمد ﷺ
مری روحِ مضطر سکوں پا رہی ہے

جدھر ہے درودوں سلاموں کی بارش
اُدھر رحمتوں کی گھٹا چھا رہی ہے

چمن بھی معطرؔ فضا بھی معطر
مدینے سے خوشبو چلی آرہی ہے

بلائیں گے وہ مجھ کو روضے پہ کوثرؔ
طبیعت اسی سے سکوں پا رہی ہے

نعتِ رسول ﷺ

ذات نبی ﷺ حسیں ہے بڑی خوش خصال ہے
نورِ خدا ہے پیکرِ حسن و جمال ہے

اک شانِ کبریائی ہے تخلیق مصطفٰے ﷺ
ذاتِ رسولِ پاک ﷺ خدا کا جمال ہے

یہ میرا ذوق ان کی توجہ کا فیضِ خاص
یہ میری نعت اصل میں ان کا کمال ہے

ہجرِ رسول پاک ﷺ میں کتنا ہوں بے قرار
کیسے بیاں کروں جو مرے دل کا حال ہے

ایسی اذاں کہ نظمِ دل و جاں بدل گیا
فردوس گوش ہے جو یہ صوتِ بلالؓ ہے

معراج جس نے پائی بجز ذاتِ مصطفٰے ﷺ
اس کائناتِ دہر میں کوئی مثال ہے

کوثرؔ مجھے نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہو
بس آرزو یہی ہے یہی اک خیال ہے

نعتِ رسول ﷺ

مجھے تقدیر لے جائے اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو پھر روشن رہیں قلب و جگر طیبہ کی گلیوں میں

اگر اِذنِ حضوری ہو اگر قسمت سے جا پہنچوں
تو ساری زندگی کردوں بسر طیبہ کی گلیوں میں

بہاریں ہیں تصدق ہر فضا ہے کیف میں ڈوبی
مرا بھی کاش ہوتا کوئی گھر طیبہ کی گلیوں میں

خدا کے نور کا جلوہ اگر تم دیکھنا چاہو
تو جاکر دیکھ لو تم بام و در طیبہ کی گلیوں میں

درودوں کے میں گجرے پیش کرتا اشک برساتا
اگر میرا کبھی ہوتا گذر طیبہ کی گلیوں میں

عطا کر حوصلہ یارب کہ دیکھوں روضۂ احمد ﷺ
چمک جائے مری فکر و نظر طیبہ کی گلیوں میں

جہاں حور و ملائک وجد میں ڈوبے رہیں کوثرؔ
یہ منظر دیکھ سکتا ہے بشر طیبہ کی گلیوں میں

نعتِ رسول ﷺ

اشک آنکھوں سے جب بھی ڈھلتے ہیں
پھر سنبھالے نہیں سنبھلتے ہیں

جن کے دل میں ہو عشق احمد ﷺ کا
ان کے دل میں چراغ جلتے ہیں

جو بھی رکھتے ہیں دل میں حُبّ نبی ﷺ
سیرتِ مصطفٰے ﷺ پہ چلتے ہیں

قطعہ بند

ڈگمگاتے نہیں قدم ان کے
وہ سدا پھولتے ہیں پھلتے ہیں

جن کو کوثرؔ نبی ﷺ سے عشق نہیں
ان پہ دنیا کے وار چلتے ہیں

نعتِ رسول ﷺ

قربِ احمد ﷺ وہی تو پاتے ہیں	نعت لکھتے ہیں جو سناتے ہیں
بزمِ میلاد جو سجاتے ہیں	ان کے گھر ہی تو جگمگاتے ہیں
عشق کی شمع جو جلاتے ہیں	روشنی بس وہی تو پاتے ہیں
مصطفٰے ﷺ کی ہدایتوں سے ہم	جہل کی تیرگی مٹاتے ہیں
جاں و دل سے جو ہوگیا ان کا	وہ اسی کو وہاں بلاتے ہیں
جن کے دل میں خدا کا خوف نہیں	پاؤں ان کے ہی ڈگمگاتے ہیں
روضۂ مصطفٰے ﷺ پہ جاتے ہی	جتنے غم ہیں وہ بھول جاتے ہیں
شاہِ بطحا ﷺ بلائیے ہم کو	آپ ﷺ ہی سے تو لو لگاتے ہیں

عشق احمد ﷺ نہیں جنھیں کوثرؔ
کب سکوں وہ جہاں میں پاتے ہیں

نعتِ رسول ﷺ

احمدِ مجتبےٰ ﷺ کی آمد ہے
دولتِ بے بہا کی آمد ہے

مرحبا، مرحبا، کہو مل کر
سیدالانبیاء کی آمد ہے

سب ملائک درود پڑھتے ہیں
آج خیرالورا کی آمد ہے

ذرہ ذرہ چمک اٹھا ہر سو
آج نورِ خدا کی آمد ہے

کرلو سیراب کشتِ عمر اپنی
ابرِ جودو سخا کی آمد ہے

مانگ لیں بھیک رحمتوں کی سب
رحمتِ کبریا کی آمد ہے

کیوں نہ خوشیاں منائیں ہم کوثرؔ
آج شب مصطفےٰ ﷺ کی آمد ہے

نعتِ رسول ﷺ

درِ مصطفٰے ﷺ پہ جاتا تو کچھ اور بات ہوتی
یہ کلام خود سناتا تو کچھ اور بات ہوتی

میں درِ نبی ﷺ پہ جاکر نہ کبھی وہاں سے آتا
وہیں دل سکون پاتا تو کچھ اور بات ہوتی

دلِ غمزدہَ وہاں پر تو مچل مچل کے روتا
وہاں اشکِ غم بہاتا تو کچھ اور بات ہوتی

میں تڑپ تڑپ کے اتنا یہ حضور ﷺ سے تو کہتا
جو یہاں مکاں بناتا تو کچھ اور بات ہوتی

مجھے آستاں پہ اپنے کبھی مصطفٰے ﷺ بلاتے
وہاں بام و در سجاتا تو کچھ اور بات ہوتی

میں نبی ﷺ کے در پہ جاتا تو وہاں کی جالیوں سے
لب و چشم کو لگاتا تو کچھ اور بات ہوتی

ترا سجدہ یاں بھی کوثرؔ ہے خدا کا فضل لیکن
تو جبیں وہاں جھکا تا تو کچھ اور بات ہوتی

نعتِ رسول ﷺ

جو بولتا قرآن ہے محبوبِ خدا ہے ۞ اس حسنِ مجسم پہ یہ کونین فدا ہے

قرآن کی صورت میں سراپا جو ڈھلا ہے ۞ وہ نورِ مجسم ہے وہ محبوبِ خدا ہے

دراصل جہاں میں مجھے رتبہ جو ملا ہے ۞ آقا کا کرم اور انھیں کی یہ عطا ہے

اس در کے شہنشاہ و گدا سب ہیں بھکاری ۞ سب پر ہی عنایت ہے کرم اور عطا ہے

حسرت ہے کروں میں بھی زیارت اسی در کی ۞ وہ در جہاں مانگے سے سوا سب کو ملا ہے

للہ کرم کیجئے مجھ پر مرے آقا ۞ بیڑا مرا امواجِ حوادث میں گھِرا ہے

سرکار مجھے آپ ﷺ زیارت کو بلالیں ۞ ہوجائے کرم آپ ﷺ سے کیا حال چھپا ہے

اس روضۂ اقدس پہ نکل جائے مرا دم ۞ بس اتنی تمنا ہے یہی دل سے دعا ہے

افلاک کی گردش سے پریشاں نہیں ہوتے ۞ وہ جن کا نگہبان محمد ﷺ ہے خدا ہے

یہ خاکِ مدینہ مجھے اکسیر ہے کوثرؔ
ہر زخم کا مرہم ہے یہی خاکِ شفا ہے

نعتِ رسول ﷺ

بڑی حسین ہر اک صبح و شام ہوجائے
نبی ﷺ کا درسِ اخوت جو عام ہوجائے

میں ایک بار مدینہ اگر پہنچ جاؤں
مری حیات بڑی شاد کام ہوجائے

تمام عمر گذاروں میں آپ کے در پر
حضور ایسا کوئی انتظام ہوجائے

درِ نبی ﷺ پہ پہنچتے ہی جب نظر اٹھے
مری حیات اسی دم تمام ہوجائے

خدا جو عشقِ محمد ﷺ عطا کرے مجھ کو
تو میری ذات کو حاصل دوام ہوجائے

زباں پہ صَلِّ علٰی ہی کا ورد ہو میرے
مرا وظیفہ یہی صبح و شام ہوجائے

چمک اٹھے گا یقیناً نصیب کوثرؔ کا
اگر قبول درود و سلام ہوجائے

نعتِ رسول ﷺ

بیاں کیا ہو مدحت رسولِ خدا کی، عجب شان ہے رحمتِ دوسرا کی
تصور نبی ﷺ کا کیا جب بھی میں نے، بھرا رحمتوں سے جو دامن تھا خالی

میں جب آستانِ محمد ﷺ پہ پہنچا، برستی تھی رحمت برستا تھا جلوا
بجز اس کے کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا، جھکا کر جبیں چوم لی میں نے جالی

یہاں جو بھی آئے مرادوں کو لیکر، انھیں ملگئے مقصدوں کے گل تر
ہیں شاہ و گدا سب محمد ﷺ کے در پر، نہ کوئی ہے ادنیٰ نہ کوئی ہے عالی

وہ نورِ مجسم وہ خیر البشر ہیں، وہ رحمت نشاں ہیں وہ شمس و قمر ہیں
رسولِ مکرم وہ نوری بشر ہیں، ہیں قرآں کی صورت جہاں میں مثالی

شفاعت کریں گے وہی روزِ محشر، وہ الفت کے پیکر، جہاں کے وہ رہبر
یقیں ہے کہ اُس در پہ پہنچیں گے کوثرؔ، خدا سے نبی ﷺ سے اگر لَو لگالی

نعتِ رسول ﷺ

اے رحمتِ دو عالم میں محوِ التجا ہوں
بس طیبہ کی ذرا سی میں خاک چاہتا ہوں

ہے جس جگہ اجالا اس ذات کی بدولت
ایسی زمیں کی مٹی یا رب میں مانگتا ہوں

دربار میں مجھے بھی سرکار اب بلالیں
میں حاضری کے کچھ تو آداب جانتا ہوں

جلوہ مجھے دکھادیں اپنے قریں بلالیں
کب سے ہوں دل شکستہ اک سازِ بے صدا ہوں

آقا کرم ہو اتنا دل کو سکوں ہو حاصل
اب آپ ﷺ کے قریں ہوں روضہ پہ آگیا ہوں

ہر سمت ہے اجالا جس ذات کی بدولت
ایسی زمیں کی مٹی کوثرؔ میں مانگتا ہوں

نعتِ رسول ﷺ

آپ ﷺ محبوب ہیں با خدا دلنشین ✿ سیرت پاک کی ہر ادا دلنشیں
آپ ﷺ کی رحمتیں جانفزا دلنشیں ✿ آپ ﷺ ہیں ہادیٔ و رہنما دلنشیں
آپ ﷺ ہیں وہ نشانِ ضیائے حرم ✿ سب کہیں سیدالانبیاء دلنشیں
سیرتِ مصطفےٰ ﷺ مثلِ قرآن ہے ✿ مرجع خلق ہے خوشنما دلنشیں
روضۂ مصطفےٰ ﷺ پر گیا جب کوئی ✿ چھا گئی رحمتوں کی گھٹا دلنشیں
دین اسلام کے آپ ﷺ روح رواں ✿ آپ ﷺ ہیں ہادیٔ و رہنما دلنشیں
علم کی روشنی جب ملی آپ سے ✿ زیست کا ہر سفر ہوگیا دلنشیں
عاجز و بے نوا پر کرم کیجئے ✿ مصطفےٰ ﷺ اے حبیب خدا دلنشیں
روضۂ مصطفےٰ ﷺ پر ہو جب حاضری ✿ میں پڑھوں نعت یہ دلربا دلنشیں

جامِ کوثرؔ اسے بھی عطا ہو وہاں
حشر میں اے حبیب خدا دلنشیں

✿✿✿

نعتِ رسول ﷺ

ہزار غم ہیں ہزار طوفاں مگر مجھے کچھ بھی ڈر نہیں ہے
وہ نا خدا ہیں تو میری کشتی پہ یورشوں کا اثر نہیں ہے

مری تو نسبت ہے مصطفےٰ ﷺ سے غلام ہوں اور گدائے قادر
جو روشنی ہے، جو نور ہے کیا، یہ نسبتوں کا اثر نہیں ہے

درِ نبی ﷺ پر میں حاضری دوں، وہ پاک روضہ میں ایک مجرم
یہ حوصلہ میں کہاں سے لاؤں، وہ دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

میں دل گرفتہ ہوں تشنہ لب ہوں ہو مجھ پہ بھی اک نظر کرم کی
کھڑا ہوں در پر جبیں جھکائے، کچھ اور مجھ کو خبر نہیں ہے

مرے تصور میں ہر نفس ہے، رسولِ اکرم ﷺ کا فیض کوثر
ہزار غم ہیں بہت الم ہیں، مگر مری آنکھ تر نہیں ہے

نعتِ رسول ﷺ

بتوں کو گرا کر حقیقت بتادی
خدا کی محبت دلوں میں بسادی

یہ ہے نورِ وحدت، یہ شانِ رسالت ﷺ
جہالت مِٹی شمعِ عرفاں جلادی

خلوص و محبت سے اپنا بنایا
زمانے سے تفریق ساری مٹادی

درِ مصطفےٰ ﷺ پر نگاہیں پڑیں جب
وہیں پر جبیں اپنی میں نے جھکادی

میں دیکھوں وہ روضہ اسی آرزو میں
فنا ہوگیا اپنی ہستی مٹادی

بلائیں گے کوثرؔ پریشاں نہ ہونا
تصور میں مجھ کو کسی نے صدا دی

ﷺ نعتِ رسول ﷺ

سرکار کا عالم کیا ہوگا، دربار کا عالم کیا ہوگا
تھے آپ ﷺ جہاں جلوہ فگن، انوار کا عالم کیا ہوگا

رُو رُو کے گذارے دن جس نے، اور اذنِ حضوری مل بھی گیا
جب سامنے روضہ آئے گا، بیمار کا عالم کیا ہوگا

جس وقت میں روضہ دیکھوں گا، رو رو کے کہوں گا صَلِّ علیٰ
اس قلب کی حالت کیا ہوگی، دیدار کا عالم کیا ہوگا

حاصل ہو شرابِ عشقِ نبی ﷺ، مدہوش رہے جو پی پی کر
سوچو تو سہی اس عالم میں، میخوار کا عالم کیا ہوگا

پھولوں کی مہک ہے چار طرف، ہر سمت ہے رنگ قوسِ قزح
جب عام فضا کا حسن یہ ہے، دربار کا عالم کیا ہوگا

سرکار بلائیں گے کوثرؔ، روضے پہ پڑے گی جب بھی نظر
اس وقت جو دھڑکے گا یہ دل، رفتار کا عالم کیا ہوگا

نہیں ہے انکے کرم کی جہاں میں حد کوئی
نبی ﷺ کی ذات ہے خیرالبشر سبھی کے لئے

حصّہ مناقب

ہر طرف اک تشنگی ہر سمت کوثؔر اک فریب
آدمی کے یہ چلن ہیں زندگی کا انحطاط

منقبت

بحضور محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ
غوث الاعظم دستگیرؒ

مری جس سمت بھی اٹھی نظر محبوبِ سبحانیؒ ✿ تم ہی کو میں نے دیکھا جلوہ گر محبوب سبحانیؒ

غلام قادری ہوں میں کرم کی اک نظر کیجئے ✿ تڑپتے ہیں مرے قلب و جگر محبوب سبحانیؒ

شہنشاہ و گدا اب بھی جھکاتے ہیں یہاں سر کو ✿ سجاتے ہیں خوشی سے بام و در محبوب سبحانیؒ

کبھی در پر بلالیں بس یہی ہے آرزو میری ✿ دکھادیں اپنا جلوہ اپنا گھر محبوب سبحانیؒ

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو بوسہ دیا جس دم ✿ خدا کی یہ عطا تھی آپ پر محبوب سبحانیؒ

حسنؓ سے ہے حسینؓ ابن علی سے آپکی نسبت ✿ اسی باعث سے روشن ہے یہ گھر محبوب سبحانیؒ

مجھے کیا خوف ہو دنیا کے آلام و مصائب کا ✿ مرے غم کا ہیں درماں چارہ گر محبوب سبحانیؒ

تلاطم میں زباں سے جب پکارا غوثِ اعظمؒ کو ✿ بنے وہ ناخدا اور راہبر محبوب سبحانیؒ

ذرا سی دیر میں کوثرؔ کثافت مٹ گئی دیکھو
یہ ہے اعلیٰ کرامت کا اثر محبوب سبحانیؒ

✿ منقبت ✿

بحضور معین الدین چشتی اجمیریؒ

جدھر بھی دیکھئے جلوہ نما غریب نوازؒ
بڑا بلند ہے رتبہ ترا غریب نوازؒ

✿✿✿

مجھے بھی بھیک ملے اک فقیر ہوں میں بھی
اسی ہی در کے سبھی ہیں گدا غریب نوازؒ

✿✿✿

تجلیات کا مرکز ہے آستاں ان کا
ہیں کیسی شان سے جلوہ نما غریب نوازؒ

✿✿✿

مجھے بھی قصرِ ولایت میں اب بلائیں حضور
ہوں ایک تشنہ دہن بے نوا غریب نوازؒ

✿✿✿

شعور و فکر سے لکھی ہے منقبت کوثرؔ
خدا کا فضل یہ مجھ پر ہوا غریب نوازؒ

✿✿✿

❁ منقبت ❁

بحضور اشرف جہانگیر سمنانیؒ

حاجت ِ زندہ دلاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں ❁ آپ اک موجِ رواں اشرفِ سمنانیؒ ہیں
کتنی عظمت کا نشاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں ❁ رونقِ رشکِ خباں اشرفِ سمنانیؒ ہیں
حاصلِ روحِ رواں اشرفِ سمنانیؒ ہیں ❁ مرا دل اور مری جاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں
میں کہاں سے وہ قلم لاؤں جو تحریر کرے ❁ واقفِ سرّ نہاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں
جس جگہ ملتے ہوں گا ہک کو طریقت کے ثمر ❁ معرفت کی وہ دُکاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں
موج در موج طریقت میں شریعت میں ہیں وہ ❁ علم کا بحرِ رواں اشرفِ سمنانیؒ ہیں

دل کے آئینہ میں ہے ان کا تصور کوثرؔ
میری منزل کا نشاں اشرفِ سمنانیؒ ہیں

❁❁❁

منقبت

بحضور شاہ ابن بدر چشتی شہ کرماںؒ

قرآن سے ظاہر ہے تفسیر شہ کرماںؒ ❁ کب مجھ سے بیاں ہوگی توقیر شہ کرماںؒ
خود شمعِ طریقت تک آجائیں گے پروانے ❁ محفل میں اگر دیکھیں تنویر شہ کرماںؒ
یہ جوشِ جنوں میرا بے وجہ نہیں لوگو ❁ رہتی ہے تصور میں تصویر شہ کرماںؒ
لکھتا ہوں محبت سے میں شعر عقیدت کے ❁ پیوست مرے دل میں ہے تیرِ شہ کرماںؒ
طوفانِ حوادث کا کچھ بھی نہیں غم مجھ کو ❁ ہے پیشِ نظر میرے تصویر شہ کرماںؒ
کھلتا ہی رہے گلشن ہر دل میں محبت کا ❁ نکلے نہ کبھی دل سے یہ تیرِ شہ کرماںؒ
جس رخ سے بھی دیکھو گے اس قصرِ طریقت کو ❁ بنیادِ محبت ہے تعمیرِ شہ کرماںؒ
رہبر ہیں شریعت کے رہبر ہیں طریقت کے ❁ چھائی ہے فضاؤں پر تطہیرِ شہ کرماںؒ
سنتے ہی کلام ان کا دل سب کا مچلتا ہے ❁ الفاظ میں ڈھلتی ہے تاثیر شہ کرماںؒ

وہ قربِ شہ کرماں حاصل ہے تجھے کوثرؔ
رہتی ہے ترے دل میں تنویر شہ کرماںؒ

منقبت

بحضور سید وارث علی شاہؒ

دل سے جو بھی فدائے وارثؒ ہے ✿ واقعی وہ گدائے وارثؒ ہے
رحمتِ حق کی چھاؤں ہے اس پر ✿ جس کے سر پر ردائے وارثؒ ہے
سب ادب سے ہیں سر جھکائے ہوئے ✿ ایسی مہماں سرائے وارثؒ ہے
میں نے لکھی ہے منقبت دل سے ✿ فکر میری، عطائے وارثؒ ہے
معرفت کے رموز کو سمجھو ✿ بس یہی تو رضائے وارثؒ ہے
اک نظر میں بنالیا اپنا ✿ مرحبا کیا ادائے وارثؒ ہے
اوج پر ہے مری جو یہ قسمت ✿ یہ کرم ہے عطائے وارثؒ ہے
ان کی رفعت بیاں کروں کیونکر ✿ جو بھی ہے خاک پائے وارثؒ ہے
بس اسی در کا ہے جو ہے منگتا ✿ ایسی دولت سرائے وارثؒ ہے
مجھ کو کیا خوف ہو زمانے کا ✿ جان یہ جب برائے وارثؒ ہے

مجھ کو قسمت پہ ناز ہے کوثرؔ
جب سے حاصل ولائے وارثؒ ہے

منقبت

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ

پیکرِ علم و عمل ہر فن میں یکتا ہیں رضاؒ ❁ دین و دنیا کے لئے کیسا نمونہ ہیں رضاؒ
آپ کی علمی بصیرت یہ بتاتی ہے ہمیں ❁ اک مدبر، عالمِ دیں، حق شناسا ہیں رضاؒ
آپ کی ہر فکر کا محور ہے ذاتِ مصطفےٰ ﷺ ❁ بس اسی باعث جہاں میں آپ اعلیٰ ہیں رضاؒ
سارا عالم معترف ہے، وہ عرب ہو یا عجم ❁ آگہی کا فکر کا روشن ستارا ہیں رضاؒ
تذکرہ ہوتا رہے گا تا قیامت آپ کا ❁ مصطفےٰ ﷺ کی روشنی کا اک منارا ہیں رضاؒ
عاشقِ مہرِ رسالت، اہل ِسنت کے امام ❁ عصرِ نو کی دھوپ میں سایا ہی سایا ہیں رضاؒ

بس یہی تعریف کوثرؔ اعلیٰ حضرت کی لکھو
اہلِ دانش کے لئے ایوانِ اعلیٰ ہیں رضا

منقبت

بحضور تاج الدین بابا ناگپوریؒ

فضائے عصر کا شہ کار تاج الدین باباؒ ہیں ✿ بہ رنگِ مطلعِ انوار تاج الدین باباؒ ہیں

کچھ ایسے واقفِ اسرار تاج الدین باباؒ ہیں ✿ غلامِ سید ابرار تاج الدین باباؒ ہیں

عوارض کا مجھے اس واسطے غم ہو نہیں سکتا ✿ مداوائے دلِ بیمار تاج الدین باباؒ ہیں

حقائق آشنا اور حرص دنیا سے ہیں بیگانہ ✿ جہانِ فقر کے حقدار تاج الدین باباؒ ہیں

ادھر جلوے برستے ہیں ادھر جلوے برستے ہیں ✿ جدھر بھی دیکھئے انوار تاج الدین باباؒ ہیں

شریعت میں، طریقت میں، محبت میں، تکلم میں ✿ کرامت کا حسیں معیار تاج الدین باباؒ ہیں

میں دل کو نور سے معمور پاتا ہوں ہر اک لمحہ ✿ تصور میں مرے سرکار تاج الدین باباؒ ہیں

جو آئے ہیں عقیدت سے کلام اپنا سنانے کو ✿ تمہارے عشق میں سرشار تاج الدین باباؒ ہیں

گلِ مجذوبیت ہر دور میں مہکے گا اے کوثرؔ
جہاں میں صورتِ گلزار تاج الدین باباؒ ہیں

۞ منقبت ۞

درعقیدت حضرت غوث محمد بابا یوسف شاہ تاجیؒ

خلیفہ حضرت تاج الدین اولیاء ناگپوریؒ

یہاں جو عرس میں مہمانِ یوسف شاہ بابا ہے ۞ کرم ہے اور یہ فیضانِ یوسف شاہ باباؒ ہے

بتاؤں کیا محبت میں جنونِ شوق کا عالم ۞ مرا اک اک نفس قربانِ یوسف شاہ باباؒ ہے

شرابِ معرفت کے جام ہیں اور اہلِ محفل ہیں ۞ یہ تاجی میکدہ فیضانِ یوسف شاہ باباؒ ہے

اسی در سے ملا ہے نورِ ایماں اہلِ ایماں کو ۞ یہ انؔور جس جگہ دربانِ یوسف شاہ باباؒ ہے

متاعِ دین و دنیا بھی وہیں کا حق ہے اے کوثؔر

جہاں سایہ فگن دامانِ یوسف شاہ باباؒ ہے

۞۞۞

منقبت

الملقب بہ باباذہینؔ شاہؒ تاجی یوسفیؒ

خلیفہ یوسف شاہ تاجیؒ

مجھے یوں ناز ہے تم پر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ ✿ مری الفت کا ہو محور ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

شعاعِ علم کا مظہر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ ✿ مکمل اسوۂ حیدر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

شعور و ہوش میں رہ کر میں پیتا ہوں محبت سے ✿ سرور و کیف کے ساغر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

بصیرت شرط ہے ہر گام پر وہ جلوہ فرما ہیں ✿ بہر سُو ہے حسیں منظر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

سجایا ہے سلیقے سے جو لفظوں کا چمن میں نے ✿ نگاہِ لطف ہو اس پر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

عقیدت سے محبت سے سنانے منقبت اپنی ✿ سدا آؤں اسی در پر ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

حقیقت میں سکونِ قلب حاصل ان کے دم سے ہے
متاعِ زیست ہیں کوثرؔ ذہینؔ یوسفی تاجیؒ

✿✿✿

۞ منقبت پیر و مرشد ۞

بحضور قاری الحاج محمد بشیر الدین پنڈت القادری بدایونی ثم شاہجہانپوری

خلیفہ مجاز بیعت و رشد

حضرت حافظ عبد الحمید سالم القادری سجادہ خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف

خلف الرشید

مولانا عبد القدیر القادری المقتدری عاشقِ رسول ﷺ

سابق مفتیٔ اعظم، حیدرآباد (دکن) بھارت

سلطانِ عارفاں کی رگِ جاں بشیرؒ ہیں ۞ دنیائے معرفت کا گلستاں بشیرؒ ہیں.

ہے شاہراہِ علم و عمل جس سے ضوفشاں ۞ دنیا میں وہ حسین رُخِ تاباں بشیرؒ ہیں

قول و عمل سے مجھ کو ملی ہے وہ روشنی ۞ تسکینِ قلب کا مرے ساماں بشیرؒ ہیں

یعقوبؔ سے معزؔ سے ظفرؔ سے قریں سہی ۞ کوثرؔ تمھارے بھی تو نگہباں بشیرؒ ہیں

سارا جہاں ہے آپ کی عظمت کا معترف ۞ تاریخ کا حسین وہ عنواں بشیرؒ ہیں

سرکارِ غوثِ پاک کا صدقہ ہے کیا کہوں ۞ دنیائے آگہی کا دبستاں بشیرؒ ہیں

تا حشر اس پہ ناز کرے گی بہارِ گل ۞ جس بابِ آگہی کا گلستاں بشیرؒ ہیں

نسبت ہے غوثِ پاک سے اس خاندان کی ۞ ان کے ہی سلسلے کا دبستاں بشیرؒ ہیں

سالمؔ میاں قدیری کا کوثرؔ یہ فیض ہے
دربارِ غوثِ پاکؒ کے درباں بشیرؒ ہیں

منقبت

بحضور پیر و مرشد الحاج قاری محمد بشیر الدین پنڈت
نیشنل ایوارڈ یافتہ (بھارت)

شاہوں کی منزلت سے بھی اعلیٰ بشیرؒ ہیں ✿ وہ غوث کے غلام ہیں ادنیٰ فقیر ہیں

حضرت نظر شناس ہیں روشن ضمیر ہیں ✿ دنیائے معرفت کے وہ اعلیٰ سفیر ہیں

نسبت جنھیں ہے غوث سے قادرؔ قدیرؔ سے ✿ درگاہِ قادری کے وہ ادنیٰ فقیر ہیں

سرکار غوث پاک سے خلعت ملا جنھیں ✿ وہ غوث کے غلام ہیں روشن ضمیر ہیں

اک شاہراہِ علم و عمل جس کو سب کہیں ✿ دیکھو نگاہِ غور سے قاری بشیرؒ ہیں

زندہ رہے گا آپ کا اخلاص حشر تک ✿ دنیائے آگہی کے حضور آپ میر ہیں

''اللہ کا سپاہی'' میں ندویؔ نے یوں لکھا ✿ بنوٹ کے ہنر میں بھی ماہر بشیرؒ ہیں

کوثرؔ گدائے غوث میں بن کر رہوں نہ کیوں
مرشد مرے بشیرؒ جب اُنکے فقیر ہیں

✿✿✿

منقبت

بحضور پیر و مرشد الحاج قاری محمد بشیر الدین پنڈت، ایم۔اے (علیگ)

علم و عمل میں حسن کا پیکر بشیرؒ ہیں
جس رخ سے دیکھئے مہ و اختر بشیرؒ ہیں

"سرمایہ حیات" میں تاریخ ہے رقم
گلزارِ معرفت کا گُلِ تر بشیرؒ ہیں

بنوٹ میں بھی ماہرِ فن کا ملا ثبوت
"اللہ کا سپاہی" میں کوثر بشیر ہیں

جو ذات میں صفات میں درویش ہی رہے
وہ فقر و معرفت کے شناور بشیرؒ ہیں

لکھتا رہوں گا عشق سے بھرپور منقبت
میری ضیائے فکر کا مظہر بشیرؒ ہیں

سر پر مرے ہے پیر طریقت کا ہاتھ جب
کیوں کر ڈروں میں اب مرے رہبر بشیرؒ ہیں

عالم ہیں با عمل ہیں دبستاں ہیں غوث کے
دل سے غلام ساقیِ کوثر بشیرؒ ہیں

منقبت

در حضرت شاہ سلطان میاں شیر سبحانیؒ

گلوں سے ہے معطر آج یوں دربارِ سلطانیؒ
بہاریں ہیں تصدق دیکھ کر گلزار سلطانیؒ

زمانہ کہہ رہا ہے ہم تو ہیں بیمارِ سلطانیؒ
سدا زندہ رکھیں گے ہم جو ہیں اِفکار سلطانیؒ

اسی در سے ملی ہے معرفت کی روشنی مجھ کو
اسی سے مجھ پہ روشن ہوگئے اسرارِ سلطانیؒ

عقیدت سے یہ گلدستہ جو لفظوں سے سجایا ہے
اسے بھی کاش حاصل ہو کبھی دیدارِ سلطانیؒ

محبت کا عقیدت کا یہ عالم ہے مری کوثرؔ
جدھر دیکھو نظر آتے ہیں اب انوارِ سلطانی

یہاں بھی اس طرف بھی بجلیاں پیہم تڑپتی ہیں
خدا محفوظ رکھے چشمِ بد سے اس گلستاں کو

جز نمبر 3

منزلِ عشق کو پانے کے لئے اے کوثرؔ
خود کو ادراک کی منزل سے گذر جانے دو

✪ غزل ✪

زندگی کو سنبھال کے رکھنا ✪ ہر قدم دیکھ بھال کے رکھنا

یاد رکھنا رُتیں بدلتی ہیں ✪ اپنے جذبے سنبھال کے رکھنا

تیری قربت میں دن جو گزرے ہیں ✪ یاد وہ دن وصال کے رکھنا

برقِ سوزاں نہ پھونک دے اس کو ✪ اپنا خرمن سنبھال کے رکھنا

ہر جگہ ہیں فریب کے کانٹے ✪ ہر قدم دیکھ بھال کے رکھنا

آتش غم جلا نہ دے اسکو ✪ اپنے دل کو سنبھال کے رکھنا

خود کو راہِ طلب میں اے کوثرؔ
مثلِ آئینہ ڈھال کے رکھنا

غزل

بات کوئی بری لگی ہے بہت ◈ ان کے چہرے پہ برہمی ہے بہت

ناز اس پہ ہو کیا بھلا مجھ کو ◈ زندگی جب یہ عارضی ہے بہت

کون دے گا سکوں مرے دل کو ◈ سوز پیہم سے بے کلی ہے بہت

مُنکشف ہے خودی کا راز ان پر ◈ جن کو عرفان و آگہی ہے بہت

کہہ رہا ہے یہ دل سحر ہوگی ◈ یوں تو تیرہ شبی ابھی ہے بہت

خاک ہوتے رہے ہیں پروانے ◈ شمع اس رنج میں جلی ہے بہت

اپنی آنکھوں سے تو پلا ساقی ◈ جام پی کر بھی تشنگی ہے بہت

جانے انجام اس کا کیا ہوگا ◈ عصر حاضر میں سرکشی ہے بہت

میری مشقِ سخن بتاتی ہے ◈ فکر میں آج بھی تازگی ہے بہت

اب تو اہلِ سخن بھی کہتے ہیں ◈ تیرے لہجے میں پختگی ہے بہت

دل مرا کہہ رہا ہے اے کوثؔر
کچھ ہوا ہے جو خامشی ہے بہت

❁ غزل ❁

ہے مسلسل جہاں میں جب بیداد ❁ خاک ہوگی خوشی دلِ ناشاد
باغِ ہستی میں کون ہے آزاد ❁ چار سُوْ دام ہر طرف صیاد
کوئی شیریں کہیں نہ اب فرہاد ❁ ہوگئے خاک مانیؔ و بہزاد
اَن گنت رنج سیکڑوں آلام ❁ ایک ہو تو کہوں یہ ہے افتاد
خار و گل کی جنھیں تمیز نہ تھی ❁ بس انھیں کے ہوئے چمن برباد
اللہ اللہ جذبۂ منصور ❁ مضطرب تھا کہ کیا کرے جلاد
حسن کا یہ بھی اک کرشمہ ہے ❁ میرا ویران گھر ہوا آباد
جانے کیا رنگ ہو زمانے کا ❁ ہے تباہی جہاں میں اور بیداد
جو جگر تھام لے تڑپ جائے ❁ ایسا نالہ کہاں؛ کہاں فریاد

اپنی حالت میں کیا کہوں کوثرؔ
ایک دل تھا سو ہو گیا برباد

غزل

اس کے زیرِ قدم ہوئے افلاک ۞ بڑھ گئی جس کی وسعتِ ادراک
اس کو کہتے ہیں گردشِ افلاک ۞ آج اشکوں سے ہے جہاں نمناک
یہ مرا ظرف ہے کہ جوشِ جنوں ۞ موسمِ گل میں بھی نہیں بے باک
ہجر کے غم سے کیا ڈرے گا بھلا ۞ دل تو ہے بحرِ ہجر کا تیراک
خونِ دل کر کے پوچھتا ہے وہ ۞ جیب و داماں کو کیوں کیا ہے چاک
دل دریدہ جگر دریدہ ہے ۞ جیب و داماں فقط نہیں ہیں چاک
جن کے ہونٹوں پہ تھی ہنسی رقصاں ۞ ان کا دل تھا بری طرح غمناک
یہ جنوں جب فروغ پائے گا ۞ خود ہی چھانے گا در بدر کی خاک
اہلِ دانش بھی اب تو کہتے ہیں ۞ یہ نئی نسل ہے بڑی چالاک

کتنا کوثرؔ حسین منظر ہے
مرمریں جسم پر حسیں پوشاک

۞ غزل ۞

میرا ماضی و حال مت پوچھو
یہ عروج و زوال مت پوچھو

۞۞۞

میرے گلشن کا حال مت پوچھو
کیوں ہے دل کو ملال مت پوچھو

۞۞۞

عشق مضمر ہے روحِ آدمؑ میں
حسنِ فطرت کا حال مت پوچھو

۞۞۞

کس قدر پیچ و خم سے گذرے ہیں
زیست کے ماہ و سال مت پوچھو

۞۞۞

کیا ارادہ ہے باغباں کا مرے
کیوں بچھے ہیں یہ جال مت پوچھو

۞۞۞

آتش غم نے دل جلا ڈالا
کیا ہے کوثرؔ کا حال مت پوچھو

۞۞۞

غزل

زمیں سے تا عرش ہے رسائی، خدا سے میں لَو لگا رہا ہوں
فریب دنیا نہ دے مجھے اب، میں شمع ہستی بجھا رہا ہوں

مری نگاہوں میں تو ہے پنہاں، مرے غموں کا ہے تو ہی درماں
اسی لئے تو لہو سے اپنے، چراغِ ہستی جلا رہا ہوں

بڑے حسیں ہیں جہاں کے منظر، جنوں کی حد سے گذر کے دیکھو
ہوں دلشکستہ فریب خوردہ، یہ عکس تم کو دکھا رہا ہوں

حسین جلووں میں گم ہے دنیا، خموش ہیں تار دل کے سارے
یہ تار دل کے ہلائے کوئی، میں سازِ غم کا بجا رہا ہوں

سکوت شب سے میں آشنا ہوں، چمن میں گوشہ نشین رہ کر
نگاہ والوں کو آج کوثرؔ، یہ راز دل کا بتا رہا ہوں

غزل

مرے ظرف کو آزما کر تو دیکھو
شرابِ محبت پلا کر تو دیکھو

کبھی گلشن دل میں آکر تو دیکھو
مرا حوصلہ کچھ بڑھا کر دیکھو

شبِ ہجر کی لذتوں کی کہانی
کبھی تم انھیں بھی سنا کر تو دیکھو

گلوں سے میں دامن تمہارا بھروں گا
ذرا رُخ سے پردہ ہٹا کر تو دیکھو

میں تشنہ بہ لب ہوں میں تشنہ دہن ہوں
شرابِ محبت پلا کر تو دیکھو

یقیں ہے وہ پرسش کو آئیں گے کوثرؔ
ذرا ان کو دل سے بھلا کر تو دیکھو

۞ غزل ۞

دین و دنیا سے مٹا جاتا ہے ۞ غم کا گھوارہ بنا جاتا ہے

امن کی جس نے یہاں بات کری ۞ جان سے اپنی چلا جاتا ہے

خاک وخس ہی کی طرح ہر جذبہ ۞ غم کے دریا میں بہا جاتا ہے

کتنی ہے تیز ہوائے ظلمت ۞ دل کا شعلہ بھی بجھا جاتا ہے

تجھ کو پانے کی طلب میں دل بھی ۞ سب سے بیگانہ ہوا جاتا ہے

مال وزر کی ہی طلب میں سب کا ۞ پیرہن خوں سے رنگا جاتا ہے

سب کو ملتا ہے وہی دنیا میں ۞ جو مقدر میں لکھا جاتا ہے

شعلۂ عشق الٰہی توبہ ۞ باغِ ہستی ہی جلا جاتا ہے

آدمی کا ہی عمل دنیا میں ۞ آئنہ سب کو دکھا جاتا ہے

محفلِ عیش و طرب میں کوثرؔ
چند لمحے ہی رہا جاتا ہے

۞ غزل ۞

گل جتنے صحنِ باغ میں وجہِ بہار تھے
زخموں سے چور چور تھے اور داغدار تھے

۞۞۞

بادِ خزاں کا ایک ہی جھونکا بتا گیا
گلشن کے سارے نقش فریبِ بہار تھے

۞۞۞

اک میں ہی تو نہیں تھا فقط مبتلائے غم
بربادیٔ چمن پہ سبھی اشکبار تھے

۞۞۞

کل دیکھ آئے ہم بھی تری بزم کا سماں
ہر سمت تیرگی تھی سبھی بے قرار تھے

۞۞۞

دورِ خزاں سے ایسے پریشاں ہوئے کہ بس
جو لوگ مبتلائے فریب بہار تھے

۞۞۞

کوثرؔ گلِ مراد کا ملنا محال تھا
اس گلشنِ جہاں میں ہر اِک سمت خار تھے

۞۞۞

غزل

رنگ رخ سب کا اڑا لگتا ہے ۞ ہر کوئی سہما ہوا لگتا ہے

تیرا اندازِ تغافل مجھ کو ۞ کیسے کہدوں کہ برا لگتا ہے

اب تو ہر غم ہے مسرت آگیں ۞ ہر ستم اب تو بھلا لگتا ہے

اللہ اللہ یہ شادابیٔ حسن ۞ مثلِ گل چہرہ کھلا لگتا ہے

عمر کا طول الٰہی توبہ ۞ اپنا چہرہ بھی برا لگتا ہے

میرے غم کا یہ اثر ہے شاید ۞ رنگ رخ ان کا اُڑا لگتا ہے

عہدِ ماضی کا تصور اب تو ۞ زخم کی طرح بُرا لگتا ہے

زیرِ لب ان کا تبسم کوثرؔ ۞ دیکھئے کتنا بھلا لگتا ہے

جانے کیوں طرزِ سخن کوثرؔ کا

بزم میں سب سے جدا لگتا ہے

۞ غزل ۞

عمر اچھی بسر نہیں ہوتی ۞ دل میں الفت اگر نہیں ہوتی

میری آہوں سے مضطرب ہیں سبھی ۞ ایک تجھ کو خبر نہیں ہوتی

وہ اگر میرا ہمسفر ہوتا ۞ رہگذر پُر خطر نہیں ہوتی

زندگی کو نہ معتبر سمجھو ۞ زندگی معتبر نہیں ہوتی

کیسے منزل انھیں ملے گی جنھیں ۞ آرزوئے سفر نہیں ہوتی

ذرے ذرے سے ہے عیاں جلوہ ۞ دید ہوتی ہے پر نہیں ہوتی

اتنے غم سہہ لئے مرے دل نے ۞ غم سے اب چشم تر نہیں ہوتی

اک مسلسل ہے تیرگی کا سماں ۞ ہجر کی کیا سحر نہیں ہوتی

زخم دل پر مرے مسیحا کی ۞ کیوں دوا کارگر نہیں ہوتی

کٹ گئی پیچ و تاب میں کوثرؔ
عمر کیسے بسر نہیں ہوتی

غزل

کچھ ایسی شان سے گزرے ہیں ہر سفر سے ہم
قدم ملا کے چلے اپنے راہبر سے ہم

حسین خواب تھے جتنے وہ مٹ گئے سارے
دریدہ تن کو چھپاتے رہے نظر سے ہم

غموں کی اوڑھ کے چادر گذار دی ایسے
کہ اپنی ذات سے واقف نہ بام و در سے ہم

جلا کے خاک کیا آشیاں کا ہر تنکا
بچا سکے نہ اسے برق سے شرر سے ہم

تمام عمر بھٹکتے گذر گئی پھر بھی
کسے خبر کہ کدھر جائیں گے ادھر سے ہم

یہ مصلحت بھی عجب ہے ہماری اے کوثر
چھپا سکے نہ غمِ عشق چارہ گر سے ہم

غزل

کہتی ہے آج دیکھ کے دنیا مرا خلوص
ڈھونڈے نہیں ملے گا یہ اسلاف کا خلوص

ہم جس کو سادگی سے سمجھتے تھے معتبر
باتیں بنا بنا کے دکھاتا رہا خلوص

میرا تو اس خیال سے دل سوگوار ہے
ملتا نہیں جہاں میں جو اپنوں کا تھا خلوص

ظاہر تھا جو بزرگوں کے کردار سے کبھی
آتا نہیں نظر وہ مہکتا ہوا خلوص

کس سے کہوں میں آج زمانے کی کج روی
شام و سحر بدل گئے، دھندلا گیا خلوص

کوثرؔ سکوں ملے بھی تو کیسے یہاں ملے
دنیا میں اب کہیں نہیں باقی رہا خلوص

غزل

مجھ کو نہ اب رباب نہ شہنائی چاہیئے
جس سے ملے سکوں وہ شکیبائی چاہیئے

اے رَہ نوردِ شوق تجھے کچھ پتا بھی ہے
منزل کی ہے تلاش تو دانائی چاہیئے

ہستی بدل دے تیری عطا کردہ معرفت
''ایسی مرے وجود کو سچائی چاہیئے''

مجھ کو نہ دے فریب بہاروں کا اے صبا
رنگین ہر فضا ہو وہ رعنائی چاہیئے

اپنے چمن پہ جان کو قربان جو کرے
ہم کو تو ایسا عاشق و شیدائی چاہیئے

کوثرؔ ملے ہیں صحنِ گلستاں میں اتنے غم
کُنجِ قفس میں اب مجھے تنہائی چاہیئے

غزل

سب اپنے شہر میں مصروفِ کاروبار ملے
رفیق جتنے ملے جتنے غم گسار ملے

یہ داستان الم ہے نہ سن سکے گا کوئی
جہاں سے جو بھی ملے غم ہی بے شمار ملے

جفا و جور سہے اور پھر خموش رہے
جہاں میں کوئی تو ایسا وفا شعار ملے

تری تلاش میں گذرے جدھر جدھر سے ہم
ہر ایک سمت جہاں میں بڑے حصار ملے

تمہاری بزم کو کیسے حسین میں کہہ دوں
ہزاروں لوگ جہاں مجھ کو دل فگار ملے

بھری بہار میں کوئی نہ خوش نظر آیا
چمن میں جتنے بھی گل تھے وہ داغدار ملے

بنے بنائے نشیمن اجاڑنے والو
خدا کرے تمھیں ایسا نہ اختیار ملے

مجھے نصیب پہ اپنے ہو ناز کیا کوثر
کہ گلستاں سے مجھے گل ملے نہ خار ملے

✿ غزل ✿

سارا جھگڑا ہی اقتدار کا ہے
مسئلہ یہ ہزار بار کا ہے

✿✿✿

تیری خاطر گذاردوں گا حیات
اک سہارا بس انتظار کا ہے

✿✿✿

کس طرح سے سنائے حال تجھے
حالِ دل جو بھی بے قرار کا ہے

✿✿✿

ہر طرف خوشنما کھلے ہیں گُل
کتنا موسم حسیں بہار کا ہے

✿✿✿

تیرے وعدے کا ہو یقیں کیسے
تیرا وعدہ کب اعتبار کا ہے

✿✿✿

میں تغافل کو کیا کہوں تیرے
مسئلہ اب تو اعتبار کا ہے

✿✿✿

جائے عبرت یہی تو ہے کوثرؔ
نقش باقی جو یہ مزار کا ہے

۞ غزل ۞

جن کی سانسوں میں بسی ہے بوئے قرض ۞ کس طرح چھوٹے گی ان کی خوئے قرض

اے مآلِ لذتِ کام و دہن ۞ میری سانسوں میں بسی ہے بوئے قرض

میری خود داری کی یہ تعلیم ہے ۞ بھول کر بھی میں نہ جاؤں کوئے قرض

جو کبھی تھے منبعِ جودو سخا ۞ دیکھتے ہیں لمحہ لمحہ سوئے قرض

اس کا باطن ہے نہایت خوفناک ۞ دیکھنے میں خوشنما ہے روئے قرض

میں توکل میں رہا کرتا ہوں مست ۞ کیا مجال اسکی جو مجھکو چھوئے قرض

مفلسی اور اس پہ اتنی خواہشیں ۞ آج ہم ہیں اور قوی بازوئے قرض

جو اسیرِ خواہشِ دنیا ہوئے ۞ انکی نظریں اٹھ رہی ہیں سوئے قرض

کوثر اس کو اک سمندر جانیئے
کتنی ہی کم آب ہو یہ جوئے قرض

غزل

میکشی کے مجھے آداب سکھادے ساقی
بات تو جب ہے کہ آنکھوں سے پلادے ساقی

تیری محفل میں بھی یہ تشنہ دہاں ہیں سارے
اب یہ میخوار کہاں جائیں بتادے ساقی

کیا عجب غم سے مرے دل کو سکوں مل جائے
اپنے رخ سے تو اگر پردہ ہٹادے ساقی

منزلِ عشق ہے دشوار یہ میں جانتا ہوں
تو اگر چاہے تو آسان بنادے ساقی

زخم خوردہ ہوں مجھے چین نہیں اے کوثرؔ
کوئی مرہم مرے زخموں پہ لگادے ساقی

غزل

روش جہاں کی بدل جائے گی کبھی نہ کبھی
مٹے گی ذہن کی یہ تیرگی کبھی نہ کبھی

قدم قدم پہ فریبوں کے جال ہیں ہمدم
فریب دے گی حسیں زندگی کبھی نہ کبھی

یقیں ہے مجھکو زمانے میں رنگ لائے گی
مری یہ فکر یہ دیدہ وری کبھی نہ کبھی

کبھی اداس نہ ہونا فلک کی گردش سے
مٹے گی دہر سے یہ تیرگی کبھی نہ کبھی

مری یہ فکرِ رسا اب یہی بتاتی ہے
مچے گی دھوم سخن میں مری کبھی نہ کبھی

بنے گی حاصلِ فکر و نظر یہی کوثرؔ
پڑھیں گے جو بھی تری شاعری کبھی نہ کبھی

غزل

جس دن سے ان کی الفت دل میں اتر گئی ہے
دنیا بدل گئی ہے، قسمت سنور گئی ہے

تو ہمسفر ہے میرا، تیری نظر ہے مجھ پر
کشتی جبھی بھنور سے، میری گذر گئی ہے

جام و سبو سے ہٹ کر تیری نگاہ ساقی
کیا شے پلا کے سب کو مخمور کرگئی ہے

اتنی فضا معطر، ایسا حسین منظر
دل میں مرے گلوں کی، خوشبو بکھر گئی ہے

کوثرؔ میں سوچتا ہوں، کیسے یہ زندگانی
جوشِ جنوں کے ہاتھوں، اتنی گذر گئی ہے

غزل

آئنہ اک شکستہ دکھانے لگے مجھے
میرا مآل یوں وہ بتانے لگے مجھے

دنیائے رنگ و بو سے کہاں آشنا ہے دل
کیوں حسن کا وہ جلوہ دکھانے لگے مجھے

میرے دل و نظر پہ مسلط تھی تیرگی
کیسے کہوں کہ جلوے سہانے لگے مجھے

وہ جن کو میرا نام بھی لینا گناہ تھا
صد شکر کہ وہ اپنا بتانے لگے مجھے

دنیائے حسن و عشق کے جو رازداں نہ تھے
وہ راز ہائے عشق بتانے لگے مجھے

شعلہ فگن فلک سے ڈروں بھی تو کس لئے
تعمیرِ گلستاں میں زمانے لگے مجھے

پردہ اٹھا کے رُخ سے پریشان ہو کے وہ
دیر و حرم کی راہ دکھانے لگے مجھے

کوثؔر نگاہِ یار میں کچھ ایسا کیف تھا
ہر ہر قدم فریب سہانے لگے مجھے

غزل

ہر ادا جان ہوگئی ہوگی
خود پر قربان ہوگئی ہوگی

آئینہ دیکھ کر تو فطرت بھی
خود پہ حیران ہوگئی ہوگی

فطرتِ حسن کا تقاضہ ہے
زیست قربان ہوگئی ہوگی

اہلِ دانش نے جو کیا اس پر
عقل حیران ہوگئی ہوگی

ان کے جانے کے بعد اے یارو
بزم ویران ہوگئی ہوگی

دیکھ کر طُور پر وہ حسنِ وجود
روح قرآن ہوگئی ہوگی

حسنِ فطرت کو دیکھ کر کوثرؔ
آنکھ حیران ہوگئی ہوگی

❂ غزل ❂

تو بھی پہونچے گا لا مکاں تو، بھی ❂ تو حدِ زیست کو ذرا چھوٗ بھی

زندگی کے سفر میں کیا گذری ❂ کاش سنتا حدیثِ دل تو، بھی

جیسے بادِ صبا گذرتی ہے ❂ منزلِ عشق سے گذر تو، بھی

کوئی آواز ہے نہ آہٹ ہے ❂ مجھ کو آتی نہیں تری بوٗ بھی

بعض اوقات لطف دیتے ہیں ❂ شب کی تنہائی عالم ہوٗ بھی

ریت پر خواب تو لکھے میں نے ❂ وہ نہ آیا مگر لبِ جوٗ بھی

اپنا گلشن تو جل گیا لیکن ❂ غمزدہ تھی صدائے کوٗ کوٗ بھی

کیا ہوئے وہ گلاب سے چہرے ❂ کیوں نہیں پھول میں وہ خوشبو بھی

حسن کردار سے محبت سے ❂ میں بدل دوں گا ظلم کی خوٗ بھی

تم جو ہو تپتی دھوپ میں ہمراہ ❂ ہے نسیمِ سحر مجھے لوٗ بھی

پا برہنہ ہوں اور وہ کہتے ہیں ❂ کڑکڑی دھوپ میں سفر تو، بھی

تیرے دل پر ہوں لاکھ غم لیکن ❂ بات جب ہے نہ ٹپکے آنسوٗ بھی

شورشیں کم نہیں ہوئیں کوثرؔ

ہم نے بدلے ہزار پہلو بھی

غزل

دل کو رکھتا ہے یہی شاد ہُنر
علم و دانش سے ہے آباد ہُنر

شستگی کا کوئی امکان نہیں
ہے خرد سے بھی جو آزاد ہُنر

اس کا گردش میں ستارا دیکھا
ہوگیا جس کا بھی برباد ہُنر

نقش تیشے کے مٹیں گے کیونکر
کچھ دکھا تو ہی اے فرہاد ہُنر

حاصلِ فکر ہوا ہے کوثرؔ
دے گئے جو ہمیں استاد ہنر

۞ غزل ۞

کیوں ہیں خاموش یہاں کچھ تو قلمکار کریں ۞ برملا اپنے خیالات کا اظہار کریں

ہر طرف جال فریبوں کے بچھے یارو ہیں ۞ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کسے پیار کریں

اس جواں نسل کو ہم راہ دکھائیں کیسے ۞ کیسے ہم ان کو جگائیں انھیں بیدار کریں

اس لئے جو روستم ان کے گوارا تھے مجھے ۞ ناروا ظلم کا شاید کبھی اقرار کریں

ایسے عشاق کہاں ہم کو ملیں گے یارو ۞ جو کہ محبوب کا دیدار سرِ دار کریں

ہر طرف برق چمکتی ہے گلستاں پہ مرے ۞ کوئی کہدے مرا گلشن نہ شرربار کریں

میرا اندازِ سخن وہ اگر محفل میں سنیں ۞ بالیقیں دل سے سخن کا مرے اقرار کریں

جو بھی ہیں داغ انھیں کا تو ہیں عطیہ کوثرؔ
کیا ہوا اس سے اگر لاکھ وہ انکار کریں

۞ غزل ۞

ظلمتِ شب کا نشاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا ۞ راہزن بھی پاسباں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

کیا شکایت میں کروں کس سے کروں اے باغباں ۞ خاک اپنا آشیاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

یوں جلے گا یہ نشیمن خاک ہوگا یہ چمن ۞ ہر طرف چھایا دھواں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

اپنی منزل ہے کہاں تم ہی بتاؤ دوستو ۞ خاک میں ملنا یہاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

زندگی کا ساتھ چھوٹا قربتیں بھی مٹ گئیں ۞ یوں وہ نظروں سے نہاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

میری کشتی موجِ طوفاں میں رہے گی یوں سدا ۞ ایک بحرِ بے کراں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

آج ایسی کج روی ہے دوست ہیں دشمن یہاں ۞ اس طرح بھی اک جہاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

کیسی آزردہ فضا میں لکھ رہا ہوں داستاں ۞ میرا یہ طرزِ بیاں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

راہبر کی شکل میں کوثؔر ملے گا راہزن

ایسا میرِ کارواں ہوگا کبھی سوچا نہ تھا

غزل

چھا گیا جب زیست پر احساسِ تنہائی بہت
جوش و حشت میں ہوئی پھر دشت پیمائی بہت

ہم فریبِ رنگ و بُو میں یوں الجھ کر رہ گئے
جس طرف دیکھا نظر آئی ہے رعنائی بہت

دیکھ کر انکو کبھی محسوس ہوتا ہے مجھے
رہ چکی ہے ان سے میری بھی شناسائی بہت

یہ حقیقت ہے فقط دیوانگی کے فیض سے
ان کی محفل میں ہوئی اپنی پذیرائی بہت

ہر طرف تیرہ شبی کی جب حکومت ہوگئی
پھر وہاں پر کام آئی میری دانائی بہت

خونِ دل، خونِ جگر میرا ہی کیوں ہوتا رہا
بزمِ میں طالب بہت تھے ان کے شیدائی بہت

کتنا دلکش ساز تھا کتنی حسیں تھی وہ فضا
کیف میں ڈوبے رہے ہم سن کے شہنائی بہت

زندگی میں جب کبھی چھوڑا ہے امیروں نے ساتھ
الجھنوں میں کام آئی ہے شکیبائی بہت

درحقیقت اس لئے ہیں داغِ دل مجھ کو عزیز
ان کی سوزِ غم میں کوثؔر مجھکو یاد آئی بہت

غزل

جستجوئے شوق میں ناکام ہوتے ہی رہے
اے جنونِ عشق کچھ تو ہی بتا ہم کیا کریں

زندگی کرب و الم کا نام ہے جب دوستو
مشکلاتِ زندگی کا نوحۂ غم کیا کریں

غنچہ و گل میں نہ شادابی نہ وہ حسن و جمال
پھر چمن کے واسطے ہم آنکھ کو نم کیا کریں

معرفت کے نور سے ہم دیکھتے ہیں ہر طرف
دوستو اب جامِ جم لے کر بھلا ہم کیا کریں

وعدۂ فردا کا ایفا ہی اگر ممکن نہیں
شامِ غم میں اپنی تنہائی کا ماتم کیا کریں

کوثرؔ اس بارے میں اکثر سوچتے رہتے ہیں ہم
جب سکوں دشمن ہو اپنا آشیاں ہم کیا کریں

۞ غزل ۞

کیوں نظر پھیر لی بتا کیا ہے؟
میں بھی جانوں مری خطا کیا ہے؟

۞۞۞

کیا یہی ہے مری وفا کا صلہ
جز جفا آج تک ملا کیا ہے؟

۞۞۞

مجھ کو ساقی پلادے نظروں سے
میکدے میں بھلا دھرا کیا ہے؟

۞۞۞

کیا سبب ہے تری خموشی کا
آج ناصح نے کچھ کہا کیا ہے؟

۞۞۞

عشق سے مت ڈرا مجھے واعظ
جانتا ہوں بُرا بھلا کیا ہے؟

۞۞۞

جس نے دیکھا ہے تیرے جلووں کو
سامنے اس کے آئنہ کیا ہے؟

۞۞۞

کیوں بشر ہے مَلَک سے افضل تر
جانے اس خاک میں چھپا کیا ہے؟

(ق)

جب بھی موقع ملے تو اے کوثرؔ
غور کرنا معاملہ کیا ہے؟

۞۞۞

غزل

اہلِ دانش کررہے ہیں احتیاط
عشق کی راہیں ہیں گویا پل صراط

آیئے کچھ دیر سوچیں بیٹھ کر
خار و گل میں کیوں ہے اتنا ارتباط

ولولہ باقی نہ اب کوئی امنگ
زندگی ہے اور دورِ انحطاط

وقت خود سمجھائے گا اس راز کو
رنج و غم کیا شے ہیں کیا ہے انبساط

کون دیکھے کس کو فرصت ہے یہاں
سامنے کوثرؔ ہے وجہِ انحطاط

غزل

پاسداری کو نگہداری کا جوہر چاہیئے
آزمانا دوستوں کو ہر قدم پر چاہیئے

لاکھ ڈوبوں یا کہ ابھروں عشق میں اس کے مگر
لمحہ لمحہ زندگی کا کیف پرور چاہیئے

موجزن ہے آگہی کا اک سمندر ذہن میں
دوستو! دیدہ ورد! ذہنِ شناور چاہیئے

کاروانِ زیست گذرے گا بہ حسنِ اعتماد
بات اتنی ہے کہ قابو اپنے دل پر چاہیئے

استعارے خود بخود تاریخ بن جائیں جہاں
ذہن ایسا دسترس ایسی قلم پر چاہیئے

بحرِ غم سے ڈوب کر ابھرے زمانہ دم بہ دم
ہم کو فکر و آگہی کا وہ سمندر چاہیئے

منزلِ ہستی ملے گی تم کو کوثرؔ بالیقیں
جستجوئے بے کراں ہر ہر قدم پر چاہیئے

✡ غزل ✡

یہ میکشی ہے مری اس کو راز رہنے دے
مجھے نہ چھیڑ مرے پاکباز رہنے دے

✡✡✡

ہمارے جہدِ مسلسل کا واسطہ تجھ کو
یہ زندگی کے نشیب و فراز رہنے دے

✡✡✡

تری سمجھ میں نہیں آئے گا مقامِ جنوں
یہ ایک راز ہے بندہ نواز رہنے دے

✡✡✡

یہ ٹوٹ جائے تو نغمے سنائی دیتے ہیں
دلِ شکستہ کو اے شیشہ ساز رہنے دے

✡✡✡

تجھے خبر ہی نہیں عین زندگی ہے یہی
چھپا ہے راز جو دل میں وہ راز رہنے دے

✡✡✡

ہر ایک سمت سے آتی ہے ایک ہی آواز
نگاہِ یار کو کوثر نواز رہنے دے

✡✡✡

۞ غزل ۞

جب ستم چارہ گر کے دیکھتے ہیں
زخم دل کے جگر کے دیکھتے ہیں

۞۞۞

عین ممکن ہے منزلیں مل جائیں
اک سفر اور کرکے دیکھتے ہیں

۞۞۞

ہم قفس کی حدود میں رہ کر
حوصلے بال و پر کے دیکھتے ہیں

۞۞۞

پھر کہیں کچھ نظر نہیں آتا
جب تجھے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں

۞۞۞

ملتی ہے عظمتِ جنوں اس دم
جیب جب چاک کرکے دیکھتے ہیں

۞۞۞

کوثرؔ غم نصیب کا عالم
سب اسے آہ بھر کے دیکھتے ہیں

۞۞۞

غزل

ایسے کچھ ہم سفر بھی ہوتے ہیں
خود سے جو بے خبر بھی ہوتے ہیں

سُوئے منزل یہ سوچ کر چلنا
راستے پُر خطر بھی ہوتے ہیں

عشق ایسا جہان ہے جس میں لوگ
عمر بھر در بدر بھی ہوتے ہیں

کون وعدے کا اعتبار کرے
وعدے نا معتبر بھی ہوتے ہیں

قافلہ جب لٹا تو راز کھلا
راہزن، راہبر بھی ہوتے ہیں

جو قفس کو بھی لے اُڑیں کوثرؔ
ایسے بے بال و پر بھی ہوتے ہیں

غزل

علم کی شمع جب جلائی ہے
فکر میں پختگی پھر آئی ہے

ایسی نظروں سے مے پلائی ہے
بزم کو نیند جیسے آئی ہے

میری دنیا بدل گئی اے دوست
راہ عرفاں کی جب سے پائی ہے

باغباں کچھ تو ہے سبب اس کا
جو اُداسی چمن پہ چھائی ہے

ہوگئے دل کے داغ جب روشن
تب شبِ ہجر جگمگائی ہے

شکوہ بالقصد کر نہیں سکتا
خود بخود بات لب پہ آئی ہے

ڈوب کر بحرِ عشق میں کوثرؔ
اک حیاتِ دوام پائی ہے

غزل

دل میں الفت ہو تری ایسی تمنا دے دے
کچھ تو جینے کے لئے مجھ کو سہارا دے دے

دل شگفتہ نہ سہی غم سے تڑپتا دے دے
دینے والے تو مجھے عشق کی دنیا دے دے

جاں بہ لب تشنہ دہن ہے بڑا بے کیف ہے یہ
اب تو ساقی تو اسے جام چھلکتا دے دے

لب پہ ہوں حرفِ دعا اور مری جھولی بھر جائے
مانگنے کا کنھے یارب وہ سلیقہ دے دے

عمر گذری ہے خدا سے یہ دعا کرتے ہوئے
"صبر دے یا مِرے زخموں کو مسیحا دے دے"

متفرقات

جس کو دل پر ہی اختیار نہیں
اس سے کیا اس کا حال پوچھو گے

سوزِ دل سوزِ جگر کا بھی مداوا ہوتا
اک نظر کاش مجھے آپ نے دیکھا ہوتا

کاش دیوانے کا ہوتا کبھی صحرا سے گذر
حوصلہ خارِ مغیلاں کا بھی نکلا ہوتا

جن سے پروازیں معطل ہوں تری
حوصلے سے ان پہاڑوں کو اکھاڑ

تو سوزِ عشق عطا کر مرے وجود کو اب
قرار بن کے مری چشمِ اضطراب میں آ

ہمارے اشک گریں گے جہاں جہاں کوثرؔ
وہاں وہاں کی عجب غمزدہ فضا ہو گی

ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے زیست
کوئی اس کا نہ اعتبار کرے

کتنے دھوکے دئے ہیں اپنوں نے
کس کو فرصت ہے جو شمار کرے

اتنے بے چین ہو کیوں اتنے مچلتے کیوں ہو
آشیاں ہم نے بنایا ہے تو جلتے کیوں ہو

عین ممکن ہے یہ گرداب بھی ساحل بن جائے
دوستو رخ مری کشتی کا بدلتے کیوں ہو

میرا غم اعتبار تک پہنچا
اپنے پروردگار تک پہونچا

جذبۂ شوق کو ذرا دیکھو
جلوۂ حسنِ یار تک پہنچا

میرا افسانہ نشاط و کیف سے بھرپور تھا
دردِ دل کی داستاں خود ہوگئی شامل مگر

گو تلاشِ منزلِ مقصد میں ناکامی ہوئی
دیکھتے پھر بھی رہے ہم جانبِ منزل مگر

اگر وہ شیشۂ دل کو بھی توڑتا میرے
تو اس کی مشقِ ستم کا گِلا میں کیا کرتا

وفا شعار سمجھتا رہا اسے ہر دم
قصور تھا مرے دل کا بھلا میں کیا کرتا

کسی کے قرب کی خواہش تو کم نہ تھی کوثر
ہر ایک لمحہ تھا زنجیر پا میں کیا کرتا

جس کی خوشبو سے مہکتے تھے شب و روز کبھی
آج ماضی کا وہ لمحہ بھی مجھے یاد نہیں

جب بھی پوچھا ہے کبھی ان سے نشانِ منزل
رہنماؤں نے کہا ہنس کے ہمیں یاد نہیں

کیوں پریشاں ہو نشیمن کے طرف سے اتنے
چار تنکے تو نشیمن کی ہی بنیاد نہیں

جز نمبر ۴

جس قدر باطل تصور تھے بالآخر مٹ گئے
اک تصور دل میں کوثرؔ بس خدا کا رہ گیا

مردِ مجاہد

(روزنامہ ''حریت ستمبر 1965ء شائع ہوئے)

سر زمینِ پاک کے مرد مجاہد نوجواں تجھ سے قائم ہے جہاں کا یہ نظامِ گلستاں
موجزن ہے تیری رگ رگ میں شجاعت کا نشاں ملنے والی ہے تجھے اب زندگیٔ جاوداں
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

جن کے ماتھوں پر کبھی آتی نہیں کوئی شکن زینتِ میداں ہیں وہ باندھے ہوئے سر سے کفن
یہ زمیں یہ آسماں کیا ہر فضا ہے نغمہ زن تم پہ رحمت ہو خدا کی اے شہیدانِ وطن
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

سارا عالم کہہ رہا ہے آفریں صد آفریں جذبۂ حب الوطن ہے ہر مجاہد کا یقیں
سب سے افضل سب سے اعلیٰ پاک ہے یہ سرزمیں کفر کے آگے کہاں جھکتی ہے مومن کی جبیں
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

شش جہت میں ہر طرف اب شہرۂ اسلام ہے ہر زباں پر نعرۂ تکبیر صبح و شام ہے
مرحبا صد مرحبا فیض شجاعت عام ہے اے شہیدانِ وطن روشن تمہیں سے نام ہے
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

بالیقیں یہ فوج اپنی فتح و نصرت پائے گی   ہر قدم پر کافروں کی فوج منہ کی کھائے گی
کفر کی گردن ندامت سے معاً جھک جائے گی   آئے گی اور غیب سے امداد اپنی آئے گی
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

چین و انڈونیشیا کا یہ خلوصِ بے مثال   ترکیؔ و ایران و مصر و شام کا جاہ و جلال
ہم نہ بھولیں گے عرب کے بیش قیمت یہ ریال   سچ تو یہ ہے ان کا دل ہے مرکزِ جوشِ بلالؓ
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

کوثرؔ احقر کے لب پر یہ دعا ہے صبح و شام   راہِ حق میں جان دیدے مصطفےٰ ﷺ کا یہ غلام
سایۂ فضلِ خدا ہوتا رہے سب پر مدام   ہو ہمیشہ سرزمینِ پاک کا اونچا مقام
اے مجاہدؔ اے دلاورؔ تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام

❁❁❁

ندائے وقت

(1965ء کی پاک بھارت جنگ کی موقع پر لکھی)

دوستو اک مخلصانہ عرض ہے میرا کلام یہ تمنا ہے کہ دل سے تا بہ دل پہنچے پیام
یعنی گر منظور ہے اپنے وطن کا کچھ مقام نوجوانو یہ دعا ہے سب کی دل سے صبح وشام

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

ہے ابھی باقی مسلماں قوم کا اتنا بھرم آج بھی ڈرتے ہیں اس کے عزم محکم سے صنم
اک زمانہ تھا کہ تھے تم فاتحِ یوروشلم راہِ ملت میں اٹھے اب بھی تمھارا ہر قدم

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

سر زمینِ پاک کے تم ہو مجاہد نوجواں شان ہے ایمان والوں کی زمانے پر عیاں
ہاتھ میں پرچم ہلالی اور ہو وردِ زباں روئے ہستی سے مٹا دو کفر کا نام و نشاں

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

اپنے دل میں کر کے پیدا تحاد و اتفاق تم ہو بندے اس خدا کے جو ہے رَبِّ ذوالجلال
دروکردہ دل سے اپنے رنجش وبغض ونفاق کفر کے ہر نقش کو کر کے جہاں سے پائمال

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

سامنے آئے تمھارے کب کسی کی ہے مجال   تم ہو بندے اس خدا کے جو ہے رَبِّ ذوالجلال
ذات جسکی بے عدیل و بے نظیر و بے مثال   کفر کے ہر نقش کو کر کے جہاں سے پائمال

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

❁❁❁

اللہ اللہ دیکھئے نصر من اللہ کی صفات   اب کہاں کعبہ میں باقی قصۂ لات و منات
چاہتے ہو دین و دنیا میں اگر تم بھی نجات   باندھ کر سر سے کفن اپنے مٹادو ذات پات

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

❁❁❁

روکتا ہوں اب قلم کو کر کے کوثرؔ یہ دعا   تم کو دے یہ عزم و ہمت خالق رَبِّ علیٰ
تم رہو ثابت قدم ہو چاہے کوئی معرکہ   ہو زباں پر سب کے جاری یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کردو روشن نامِ مسلم جگمگادو اپنا نام

❁❁❁

نغمہ

(14 جون 1983ء کو بمقابلہ T.V پاکستان لکھا)

پیغامِ عمل وجہ یقیں میرا وطن ہے ✿ اک نغمۂ جبریل امیں میرا وطن ہے
سورج کی شعاعوں سے حسیں میرا وطن ہے ✿ یوں رشکِ قمر زہرہ جبیں میرا وطن ہے
اقبالؔ کے اک خواب کی تعبیر بھی لکھدوں ✿ خوابوں کے جزیروں کی زمیں میرا وطن ہے
زنداں میں ہوں طوفان بکف جس کے جیالے ✿ وہ جذبۂ ایثار و یقیں میرا وطن ہے
ہر پھول ہے رنگین شہیدوں کے لہو سے ✿ تاریخ کے صفحوں کا امیں میرا وطن ہے
یہ دشت و جبل، صحنِ چمن، مست ہوائیں ✿ پر کیف نظاروں کا امیں میرا وطن ہے
گہوارۂ اسلام یہ تنظیم کا محور ✿ عالم کی نگاہوں میں حسیں میرا وطن ہے
عظمت کا نشاں ہے مرے پرچم کی بلندی ✿ یہ چاند ستارے کی زمیں میرا وطن ہے

کوثرؔ سے بیاں کیسے ہو توصیف وطن کی
قدرت کی عطا کردہ زمیں میرا وطن ہے

بیادِ ایوب مرادآبادی

وفات 3 نومبر 1983ء

(محفل زیر صدارت شاعر لکھنوی)

کیا بتاؤں کیوں ہے دل رنجیدہ کار ❁ کیا کہوں کیوں مضطرب ہے جانِ زار

ہے کمی اس بزم میں ایوبؔ کی ❁ اس لئے ہے شاعری بھی سوگوار

اتنی جلدی کیوں جدا تو ہوگیا ❁ تیرے دم سے شاعری کی تھی بہار

کوئی صورت تجھ سے ملنے کی نہیں ❁ اس لئے ہے دل مرا بھی بے قرار

کتنا دلکش ہے خیالِ حسن دوست ❁ بن گیا ہے تو ادب کا شاہکار

مٹ نہیں سکتی جہاں میں دوستو ❁ خاورِ رنگین بیاں کی یادگار

غم کے بادل چھارہے ہیں ہر طرف ❁ اٹھ رہا ہے اک دھواں سا اورغبار

کہدے کوثرؔ تو بھی تاریخِ وفات ❁ گلشنِ ہستی کا کس کو اعتبار

بس یہی ایوبؔ کی تاریخ ہے ❁ ''شیردل جزوِادب ذی اقتدار''

یہ بھی اک تاریخ ہے کوثرؔ لکھو ❁ ''خندہ لب ہو رحمتِ پروردگار''

۱۹۸۳ء

✿ بیادِ نازشؔ حیدری دہلوی صحافی روزنامہ ''جنگ'' ✿

جانشینِ خیام الہند حیدر دہلوی

1984ء

محفلِ شعر و سخن کا ان کو کہیئے تاجور ✿ کر گئے تقسیم اتنی دولتِ علم و ہنر

وادیٔ شعروسخن میں تھے ادب کا اک گہر ✿ خدمتِ شعروسخن کرتے رہے وہ عمر بھر

وہ قلم سے کر گئے تحریر اک قرطاس پر ✿ ذہن میں آیا جہاں کوئی خیالِ معتبر

دے گئے ہیں وہ ہمیں اک دولتِ فکرونظر ✿ ہے کتابی شکل میں کوثرؔ جو ''صدیوں کا سفر''

گلشنِ حیدرؔ میں دیکھی تھی بہارِ بےخزاں ✿ غنچہ و گل کے تبسم سے شناسا تھی نظر

تھا بہت مصروف ان کا ذہن اور ان کا قلم ✿ اپنی کاوش سے اگاتے تھے وہ لفظوں کے شجر

ان کے حصے میں بہت آتے رہے رنج والم ✿ مسکرادیتے تھے غم کا دیکھ کر تازہ ثمر

تا ابد قائم رہے گا ان کا نقشِ شاعری ✿ ان کے فن سے آج بھی معمور ہے یہ رہگذر

آج آخر بجھ گیا وہ بھی چراغِ علم وفن ✿ روشنی دیتا رہا جو شاعری کو عمر بھر

بس یہی تاریخ کوثرؔ نے کہی ہے بر ملا

''پیش کرتا ہوں میں زیب لب عقیدت کے گہر''

۱۹۸۴ء

آزادیٔ نسواں کا نگہباں ہے فقط مرد

یہ آج کا عنوان بڑا غور طلب ہے
مفہوم بیاں کیسے کریں بات عجب ہے
انسان نگہبان بنا کچھ تو سبب ہے
آدمؑ کی طلب تو ہے یہی حسنِ طلب ہے

موجود ہیں محفل میں سب استاد ہمارے
کیوں رشک نہ ہو ہم کو ہیں سب علم کے دھارے
دیتے ہیں ہمیں درس یہ بنتے ہیں سہارے
ہر گام پہ افکار ہمارے ہیں سنوارے

اے کاش ذرا اہلِ خرد ہم کو بتائیں
ہے راز جو پوشیدہ ذرا پردہ اٹھائیں
آدابِ محبت سے گلے کس کو لگائیں
عورت کا نگہبان یہاں کس کو بنائیں

سو روپ ہیں عورت کے یہ عظمت کا نشاں ہے
عالم کی نگاہوں میں یہ اک نورِ جہاں ہے
یہ درد کا درماں ہے یہ اخلاص کی جاں ہے
یہ شمعِ محبت ہے یہ اسلاف کی شاں ہے

سر چشمۂ تخلیق کی یہ ایک خبر ہے
عورت سے ہی رنگین ہر اک شام وسحر ہے
پھیلی ہے ضیاء اس سے یہی نور کا گھر ہے
مصروف چمکنے میں یہ بس مثلِ قمر ہے

دنیا میں یہ بیوی ہے کہیں صورتِ ماں ہے
یہ بہن کی اُلفت ہے کہیں برق تپاں ہے
پہلو میں سکوں اسکے ہے دنیا کی اماں ہے
جنت بھی درخشاں انھیں قدموں میں نہاں ہے

تم کچھ بھی کہو دنیا یہی کہتی رہے گی
''آزادیٔ نسواں کا نگہباں ہے فقط مرد''

✿ سرشکِ غم ✿

یہ رہبرانِ چمن سے پوچھو سرشکِ غم ہم بہائیں کب تک
کبھی یہ سوچا ندامتوں سے ہم اپنے سر کو جھکائیں کب تک

✿✿✿

چلیں گی کب تک، رکیں گی کب تک، یہ نفرتوں کی ہوائیں کب تک
چھنیں گی کب تک گریں گی کب تک یہ عصمتوں کی قبائیں کب تک

✿✿✿

ہمیں سے قائم یہ سرزمیں ہے جو ہم نہ ہوں گے وطن نہ ہوگا
یہ رہبرانِ وطن بتائیں لہو ہم اپنا بہائیں کب تک

✿✿✿

یہ چار تنکوں کا آشیانہ یہ سرچھپانے کا اک ٹھکانہ
خدا کے بندے وطن کے دشمن نہ جانے اس کو جلائیں گے کب تک

✿✿✿

اگر رگوں میں ہے خونِ مسلم، اگر ہے ایمان اسکا پختہ
نبی ﷺ کی امت ذرا یہ سوچے کرے گی آ کر خطائیں کب تک

✿✿✿

حقیقتوں سے گریز کیوں ہے زمیں تمھاری فلک تمہارا
وطن کے اپنے تمھیں امیں ہو یہ راز تم کو بتائیں کب تک

✿✿✿

حدیث و قرآں کی روشنی میں مٹاؤ دل سے کدورتوں کو
نقاب رخ سے ہٹا کے دیکھو جہاں کو خود پر ہنسائیں کب تک

❁❁❁

سماج قائم ادب سے ہوگا ادب نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے
ہماری منزل نہاں ہے اس میں یہ بات تم کو سکھائیں کب تک

❁❁❁

ادب ہی انساں کے دل کی دھڑکن ادب ہی انساں کا آئنہ ہے
خلوصِ دل سے بتائے کوئی، جھلک ادب کی دکھائیں کب تک

❁❁❁
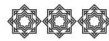
بلوچ و سندھی کہ ہو مہاجر، پٹھان و پنجابیوں سے کہہ دو
وطن بنا کر ذرا یہ سوچیں، لہو سے اپنے نہائیں کب تک

❁❁❁

ہلالی پرچم بلند رکھنا، ہماری عظمت کا یہ نشاں ہے
خیال دل میں کبھی نہ لانا چلیں گی ایسی ہوائیں کب تک

❁❁❁

یہ عہد و پیماں ہمیں ہے کرنا رہیں گے بن کر نبی ﷺ کے حامی
قدم قدم پر رہیں گے یکجا، فریب دشمن کے کھائیں کب تک

❁❁❁
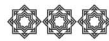
یہ سوچتا ہوں کبھی میں کوثرؔ کہ قوم مسلم کو کیا ہوا ہے
نہ جانے کب تک یہ گھر جلے گا قبول ہونگیں دعائیں کب تک

آج کا مسلماں

نومبر دسمبر 1986ء کرفیو کے دوران لسانی فسادات پر اورنگی ٹاؤن نمبر 10 میں 3 دن تک اپنے گھر نہ آسکا اسی دوران یہ نظم کہی اور نوائے وقت میں شائع ہوئی (07.02.1987)

موجوں کا تلاطم ہے ہنگامۂ طوفاں ہے ۞ فریاد کے آنسو ہیں اور چاک گریباں ہے
ہر چشم پشیماں ہے، ہر شخص پریشاں ہے ۞ جس سمت نظر ڈالو، خاموش ہر انساں ہے
ہر سمت حوادث کا، بڑھتا ہوا طوفاں ہے ۞ مظلوم کی آہوں سے، ہر قوم پریشاں ہے
کیا بات ہے اے مسلم، مسلم سے گریزاں ہے ۞ دل سوز سے خالی ہے، کیسا تو مسلماں ہے
کیوں زہد کی دنیا سے، بیگانۂ عرفاں ہے ۞ ایمانِ مکمل ہی، معراجِ مسلماں ہے
کیوں خوف ساطاری ہے، کیوں قوم یہ لرزاں ہے ۞ سب مل کے یہاں سوچیں، کیا درد کا درماں ہے
افغان و مہاجر کا، پختون و بلوچی کا ۞ پنجابی کا سندھی کا قرآن پہ ایماں ہے
تو اپنی حقیقت کو اے کاش سمجھ لیتا ۞ تو شمعِ فروزاں ہے تو حسنِ بہاراں ہے
اسلام کے رشتہ سے وابستہ تری منزل ۞ ہے سارا جہاں تیرا کیوں اتنا پریشاں ہے
کعبہ بھی تو تیرا ہے، عرفات کا میداں بھی ۞ تو عشق کی دنیا میں تسکین کا ساماں ہے
دنیا کی نگاہوں میں اور سینۂ عالم میں ۞ تو بحرِ محبت کی، ہر موج ہے طوفاں ہے
اک صف میں کھڑے ہوکر اخلاص محبت سے ۞ ثابت یہی کرنا ہے یہ شانِ مسلماں ہے
تفریق کے رشتوں نے توڑا ہے اخوت کو ۞ ٹھہروں تو کہاں ٹھہروں ہنگامۂ طوفاں ہے
ہر قوم کی ذلت ہے اخلاق کی پستی میں ۞ اندیشۂ ہستی تو، انجام میں پنہاں ہے
طوفان و حوادث کی ہر سمت گھٹائیں ہیں ۞ عبرت کے لئے کافی، یہ موج یہ طوفاں ہے

اک ٹیس سی اٹھتی ہے پہلو میں مرے کوثر
سمجھا نہ کوئی جسکو وہ درد تو پنہاں ہے

۞ مادرِ ملّت کی یاد میں ۞

(جشنِ آزادی کے موقع پر زیر صدارت سید شمشاد علی پاکستان مسلم لیگ ڈسٹرکٹ)

آپ سے پایا ہے ہم نے وہ اجالوں کا نصاب ☆ ہم نے سمجھا ہر طرح سے حال و ماضی کا حساب
جذب دل میں ہیں ہمارے عہدِ ماضی کے نقوش ☆ بچہ بچہ کہہ رہا ہے فاطمہ ہیں لاجواب

۞

پیکرِ فکر و نظر ہو مادرِ ملت ہو تم ☆ مظہرِ علم و ہنر ہو مادرِ ملت ہو تم
بس خلوص و مہر اور اخلاص کی تصویر ہو ☆ ہر طرح سے معتبر ہو مادرِ ملت ہو تم

۞

آپ نے جو بھی دیا تھا خونِ دل خونِ جگر ☆ سر زمینِ پاک پر وہ بن گیا لعل و گہر
آپ نے جن کو عطا کی دولتِ فکر و نظر ☆ اس جہاں میں بن کے ابھرے ہیں وہی شمس و قمر

۞

کہہ رہے ہیں آج یہ اہل نظر علم و ہنر ☆ شخصیت سے آپکی مانوس ہیں سب دیدہ ور
آپ کی فکرِ رسا سے مل گیا درسِ یقیں ☆ ہم لگاتے ہی رہیں گے آگہی کے یہ شجر

۞

تاقیامت خلد میں مسرور و شاداں تم رہو ☆ اپنے گلشن میں رہو جانِ گلستاں تم رہو
تم سے وابستہ رہے گی حشر تک یہ سرزمیں ☆ پھول مہکیں گے سدا وجۂ بہاراں تم رہو

ناقدینِ عصرِ حاضر

ریڈیو، ٹی وی، پہ آتے ہیں بطورِ ناقد
جانتی ہے ساری دنیا ہے خدا بھی شاہد
کر کے وعدہ لوٹتے ہیں بن کے دانا عابد
دیکھئے شکل و شمائل تو لگیں گے زاہد

کر رہے ہیں جو ادب کی جان و دل سے خدمت
سر اٹھانے کی نہیں جن کو یہاں پر فرصت
جن کی آنکھوں سے ٹپکتی ہے سراسر وحشت
لوگ کہتے ہیں محبت سے انھیں کو حضرت

جانے کتنے جیب ان کی بھر کے لکھواتے ہیں
جانے کتنے ماہ و سال ان کے گذر جاتے ہیں
جانے کتنے گالیاں دیتے ہیں غم کھاتے ہیں
جانے کتنے پھر وہاں جانے سے کتراتے ہیں

کیا اسی کا نام خدمت ہے بتائے کوئی
ہے تقاضہ وقت کا آئینہ دکھائے کوئی
ایسے چہروں سے ذرا پردہ ہٹائے کوئی
کوئی صورت ہو جو بچنے کی بچائے کوئی

ایسے لوگوں کی سحر سے شام ہو جاتی ہے
زندگی بے کیف اور بدنام ہو جاتی ہے
گفتگو ایسی جہاں میں عام ہو جاتی ہے
وہ حسیں صورت خیالِ خام ہو جاتی ہے

آج بھی کوثر یہاں ہیں صاحبِ نقد و نظر
جستجو کیجئے سکھائیں گے تمھیں علم و ہنر
ناقدیں کے واسطے پیغام ہے یہ معتبر
ناقدین عصر حاضر درس لیں سوچیں اگر

عزیز دوست کے سوال و جواب

✿ شکوہ ✿

ان کو یہ شکایت ہے کہ نظروں سے گرایا ✿ ان کو یہ شکایت ہے سکوں دل کا مٹایا
ان کو یہ شکایت ہے کبھی بات نہ مانی ✿ ان کو یہ شکایت ہے کوئی قدر نہ جانی
شکوہ ہے جوانی بھی بڑے کرب سے گذری ✿ شکوہ ہے زمانے کی نا حالت کبھی سدھری
خوشیوں کے جو لمحات تھے رو رو کے گذارے ✿ تن من کے سبھی ٹوٹ گئے سارے سہارے
دیکھے تو کوئی زخم مرے دل کا جگر کا ✿ ویران نظر آئے گا نقشہ مرے گھر کا
لوگو یہ شکایت ہے نہ شکوہ نہ گلہ ہے ✿ یہ تو مری چاہت کا وفاؤں کا صلہ ہے

✿ جوابِ شکوہ ✿

کیسے تیری عظمت کا میں احساس دلاؤں ✿ کیا دل پہ گذرتی ہے میں کیا تجھ کو بتاؤں
ممکن ہی نہیں تیرے سکوں کو میں مٹاتا ✿ کچھ تو ہی بتا میں ترا غم کیسے بٹاتا
افسوس جوانی تری کیوں کرب سے گذری ✿ شاید تجھے احساس نہ تھا بے خبری تھی
کی قدر تری دل نے ہر اک بات بھی مانی ✿ ہے جان یہ شکوہ ترا بے سود بے معنی
رونا کبھی ہنسنا تری فطرت تھی ادا تھی ✿ رو رو کے ڈرانا تو حقیقت میں سزا تھی
کس طرح میں سمجھوں ترا دل ٹوٹ گیا ہے ✿ لکھا ہوا قسمت کا بتا تو کہ مٹا ہے
جو زخم ملے ہیں وہ زمانے سے ملے ہیں ✿ میں کس کو بتاؤں یہاں گھر کتنے جلے ہیں
کر محو یہ دل سے کہ ترا کوئی نہیں ہے ✿ جو شکوہ شکایت ہے بہت خوب حسیں ہے

✿ سوچتا ہوں میں ✿

(14 اگست 1997ء ۵۰ ویں جشنِ آزادی، گولڈن جوبلی (پاکستان) کے موقع پر کہی)

کیوں نوجواں ہیں گوشہ نشیں سوچتا ہوں میں ✿ کیوں کر چھپے ہیں زیرِ زمیں سوچتا ہوں میں

تقسیم ہندوپاک مہاجر کے واسطے ✿ اک سانحہ سے کم تو نہیں سوچتا ہوں میں

آزاد بہن بھائی کے خوں سے ہوئے تھے ہم ✿ کیوں تنگ ہوگئی یہ زمیں سوچتا ہوں میں

گر جور و ظلم کم نہ ہوئے بہن بھائی پر ✿ واپس چلے نہ جائیں وہیں سوچتا ہوں میں

سندھی ہو کہ بلوچ ہو پنجابی کے پٹھان ✿ بن جائیں نہ غلام کہیں سوچتا ہوں میں

کس طرح ہو ملاپ مہاجر کا دوستو ✿ ہوتا ہے نفرتوں سے کہیں سوچتا ہوں میں

اس پاک سرزمیں پہ بتائے کوئی ذرا ✿ اپنا بھی ہے کچھ حق کہ نہیں سوچتا ہوں میں

آہ وبکا یہ شور یہ ہنگامہ کب تلک ✿ اس کا مداوا ہے کہ نہیں سوچتا ہوں میں

ہم ہیں وفا پرست وطن کے امیں بھی ہیں ✿ پھر کیوں سکوں ہمیں کو نہیں سوچتا ہوں میں

انگریز کے غلام نہ بن جائیں پھر سبھی ✿ اے پاک سرزمیں کے مکیں سوچتا ہوں میں

اُف کتنے اپنے خوں میں نہا کر چلے گئے ✿ کتنے حسیں ہیں زیرِ زمیں سوچتا ہوں میں

تعلیم کا ہے کیوں یہاں فقدان دوستو ✿ کیوں آج کم ہے علم و یقیں سوچتا ہوں میں

خاموش کیوں زباں ہے زمانے سے بے خبر ✿ انساں کیوں ہے دشمنِ دیں سوچتا ہوں میں

کیوں فکر میں یہاں ہے نئی نسل کے فساد ✿ ملتا ہے کیوں مزاج نہیں سوچتا ہوں میں

اہلِ قلم یہ قوم کے دانشورانِ عصر ✿ بیزار قوم سے تو نہیں سوچتا ہوں میں

کب تک رہے گا پہرہ زباں بندی کب تلک ✿ اب تو یہی اے جانِ حزیں سوچتا ہوں میں

اب تو وطن میں خوں سے زمیں سرخ ہوگئی ✿ ماتم ابھی کریں کہ نہیں سوچتا ہوں میں

میں اینٹ کا جواب دوں پتھر سے کس طرح ۞ کیا سوچیں گے رسولِ امیں سوچتا ہوں میں

اسلاف نے ہمارے جھکا یا نہ سر کبھی ۞ کس طرح ہم جھکائیں جبیں سوچتا ہوں میں

کیا کچھ نہیں وطن میں ہمارے ہے دوستو ۞ میرے وطن کے راہ نشین سوچتا ہوں میں

یہ گلستاں یہ کوہ و دمن اور بحر و بر ۞ کتنے ہیں یہ وطن میں حسیں سوچتا ہوں میں

جب اسلحہ کے زور پہ ہو عدل کا نظام ۞ آئے نہ انقلاب کہیں سوچتا ہوں میں

کوثر میں گرد و پیش سے گھبرا گیا ہوں کیا
اک آہ بھر کے اپنے تئیں سوچتا ہوں میں

✿ گیان کی دیوی ✿

اک دن دیکھا میں نے سپنا ✿ سپنے میں آئی پیار کی رچنا
میں نے کہا یہ دیکھ کے اسکو ✿ کون ہو تم کچھ منہ سے بولو
نینوں کو مُسکا کے بولی ✿ میں ہوں اک گیان کی دیوی
میرا درشن پیار کا گہنا ✿ وہ ہے امر جو مانے کہنا
گیان کی جوت جگائی میں نے ✿ روشن راہ دکھائی میں نے
میرے بنو گے راج کروگے ✿ مجھ سے روٹھے ہاتھ ملوگے
اس کی سن کر گیان کی بتیاں ✿ جاگیں میرے بھاگ کی رتیاں
میں بھی بولا میری سن لے ✿ میرے گیان میں رچنا بھردے
تو ہے سب کے دل کی رانی ✿ سیرت میں بھی تو لاثانی
کچھ بھی سوچ کچھ بھی سمجھے ✿ اِچّھا میرے دل کی دیکھے
تیری صورت بھولی بھالی ✿ جیسے پھول ہوں ڈالی ڈالی
سب کے سپنوں کی تو دیوی ✿ تیرے درشن پیار کی لوری
جانے کیا ہے تجھ میں جادو ✿ نین ہیں ایسے جیسے جگنو
سن کر تیری میٹھی باتیں ✿ سوتے بیتیں ساری راتیں
تیری شوخی دل کو بھائے ✿ تیرا سراپا دل میں سمائے
تیرے درشن پیار کے درشن ✿ میری کوِیتا کردے روشن
سامنے میرے جب بھی آنا ✿ پیت کے رشتے اور بڑھانا
کیوں ہیں بوجھل تیرے نینا ✿ دل کے سوا یہ کون ہے جانا

تیری الفت تیری چاہت ۞ دل نے تراشی پیار کی مورت
پیار کا رس ہے من میں گھولے ۞ من بھی ڈولے تن بھی ڈولے
شوخ و چنچل تیری ادائیں ۞ جو بھی دیکھیں اس کو بھائیں
پل میں اپنا سب کو بنا لے ۞ راز دلوں کے دل میں چھپالے
سوگند تجھ کو پیار کی اپنے ۞ توڑ نہ دینا پیار کے سپنے
تیری لٹیں ہیں گھونگھر والی ۞ گیان کی ناگن کالی کالی
تیرا میرا ایسا رشتہ ۞ جیسے دونوں کرتا دھرتا
جو بھی ترا اَپ مان کرے گا ۞ دھرتی پہ اپنے دوش دھرے گا
تیرا میرا ساتھ نہ چھوٹے ۞ جیتے جی بھی آس نہ ٹوٹے
گیان کا دھن تو مجھ کو دیدے ۞ تیرا میں ہوں وچن یہ لے لے
علم کی دولت پاس ہے کوثؔر ۞ میرے قلم کی آس ہے کوثؔر

تجھ کو اپنے سر کی قسم ہے
کوثؔر کا اب تو ہی بھرم ہے

۞ طلبہ سے خطاب ۞

اے مرے گلشن کے پھولو الوداع ۞ جاؤ اب گردوں کو چھولو الوداع

اے مرے روشن چراغو الوداع ۞ جاؤ اب روشن دماغو الوداع

زندگی میں مسکراتے ہی رہو ۞ اپنی دنیا جگمگاتے ہی رہو

جگمگاتے ہی رہو اس دہر میں ۞ مسکراتے ہی رہو اس دہر میں

ہر طرف سے آرہی ہے یہ صدا ۞ نام روشن تم کرو یہ ہے دعا

باغ میں جھولو بہاروں کی طرح ۞ دہر میں چمکو ستاروں کی طرح

یاد رکھو علم کی تم شان ہو ۞ تم ہماری درس گہ کی جان ہو

ہر طرف پھیلانا تم اسلام کو ۞ جگمگانا ہم سبھوں کے نام کو

اہل ایماں بن کے رہنا دہر میں ۞ تم مسلماں بن کے رہنا دہر میں

یاد رکھنا تم سدا استاد کو ۞ دل سے دینا تم دعا استاد کو

یہ تمھاری زندگی کا باب ہیں ۞ ان کے دم سے یہ چمن شاداب ہیں

دے رہا ہے یہ دعا کوثرؔ تمھیں
کامیابی دے خدا بہتر تمھیں

۞ صدائے الاماں ۞

امریکہ اور عراق جنگ سے متاثر ہو کر یہ نظم ۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء میں لکھی

آج انساں کیف و مستی، عیش سے سرشار ہے
کفر غالب ہے جہاں میں زندگی دشوار ہے

۞۞۞

سیرت و کردار میں اخلاص میں گفتار میں
اک عجب دیوانگی کا ہر طرف اظہار ہے

۞۞۞

آسماں تھرارہا ہے اور لرزاں ہے زمیں
کانپتا ہے دل مرا حدِّ نظر آزار ہے

۞۞۞

جس طرف بھی دیکھتا ہوں ہے صدائے الاماں
ہر قدم پر زندگی کا مرحلہ دشوار ہے

۞۞۞

حشر برپا ہے جہاں میں معرکہ ہے کفر سے
جانے کیا انجام ہوگا منزلِ دشوار ہے

اے مسلماں قوم کیوں انجام سے ہے بے خبر
کس طرف تو گامزن ہے کیا ترا کردار ہے

یہ مصائبؑ یہ تباہیؑ یہ مسلسل آفتیں
یہ قیامت کا جہاں میں برملا اظہار ہے

ٹھوکریں کھا کر سنبھل جا اب فضائے دہر میں
کردے ثابت قومِ مسلم آج بھی بیدار ہے

دشمنِ دیں ہم پہ غالب آ نہیں سکتے کبھی
اپنا جذبہ ہے شہادت جذبۂ ایثار ہے

ہم ہیں فاتح شام و مصر و روم و یوناں اور عراق
غور سے دیکھو ہمارا آج کیا کردار ہے

خانہ ٔ کعبہ کا اور بیت المقدس کا امیں
ساقیٔ کوثر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سردار ہے

ڈاکٹر وفاؔ راشدی کی ۸۰ ویں سالگرہ کے موقع پر یکم مارچ ۲۰۰۳ء کو یہ نظم لکھی

جناب نسیم بیگ ڈکشنری بورڈ، جناب یٰسین خاں بہارؔ شاہجہانپوری، جناب خورشید احمرؔ، جناب شمیم روشؔ، جناب طالب صدیقی، جناب زین افغانی اور ثناؔ گورکھپوری نے شرکت کی

قوم کے راہبر ہیں وفاؔ راشدی ۞ فکر و فن کے شجر ہیں وفاؔ راشدی
ذات میں باا‌ثر ہیں وفاؔ راشدی ۞ ذات میں با ہنر ہیں وفاؔ راشدی

۞۞۞

سچ تو یہ ہے وفاؔ آپ ہیں معتبر ۞ قوم کو فخر ہے آپ ہیں راہبر
داستانِ وفا سے عیاں ہے ہنر ۞ صاحبِ علم ہیں آپ ہیں دیدہ ور

۞۞۞

آپ ہیں دیدہ ور اور خندہ دہن ۞ آپ ہیں زندہ دل ماہر علم و فن
آپ پر قوم کو ناز ہے جانِ چمن ۞ یہ مہک آپ سے ہے چمن در چمن

۞۞۞

آپ کرتے رہیں خدمتِ دو جہاں ۞ آپ پر ہوں سدا رحمتیں بے کراں
آپ کی ذات ہے اک چمن گلفشاں ۞ آپ ہی سے ہے مہر ادب ضوفشاں

۞۞۞

دیکھئے آپ بے لوث ہیں رہنما ۞ علم کی روشنی آپ سے ہو سدا
خدمتوں کا یہ قائم رہے سلسلہ ۞ ہو سدا آپ پر سایۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۞۞۞

میری کوثرؔ دعا ہے یہ شام و سحر ۞ جگمگاتے رہیں آپ کے بام و در
پھول کھلتے رہیں آپ کے سر بہ سر ۞ بس یہی ہے مری کاوشِ مختصر

۞۞۞

ڈاکٹر وفاؔ راشدی

نوٹ: یکم مارچ ۲۰۰۳ء کو مرحوم کی ۸۰ویں سالگرہ منائی گئی اور افسوس یکم جنوری ۲۰۰۴ء کو یہ عظیم ماہر علم و فن ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا. انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

آپ شیریں سخن تھے وفاؔ راشدی
آپ خندہ دہن تھے وفاؔ راشدی

کاروانِ ادب میں ہے ذکرِ سخن
کیا مہکتا چمن تھے وفاؔ راشدی

آپ روحِ رواں تھے ادب کے وفاؔ
آپ فخرِ زمن تھے وفاؔ راشدی

اپنے فکر و عمل میں سخن میں جناب
پیکرِ علم و فن تھے وفاؔ راشدی

کہہ رہی ہے ہر اک رہگزارِ ادب
کاروانِ سخن تھے وفاؔ راشدی

جملہ اوصاف میں کوثرؔ خوش نوا
اک مکمل چمن تھے وفاؔ راشدی

✿ نغمہ ✿

۲۸ مئی ۱۹۹۹ء کو چاغی کے مقام پر ایٹم بم کا دھماکہ پاکستان نے کیا تھا اور وزیر اعظم نے شعراء و ادباء سے اپنے جذبات اور تاثرات اور کوئی اچھا سا نام تجویز کرنے کا اعلان بھی کیا تھا لہٰذا ۱۱ مئی ۱۹۹۹ء کو یہ نغمہ لکھا۔

مرے وطن کی ہر اک گلی میں، گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے
ہر ایک ذرہ چمک رہا ہے، ہر ایک ڈالی لہک رہی ہے
ہلالی پرچم بلند رکھنا، یہ سبز پرچم بلند رکھنا

یہ خوابِ اقبالؔ کی زمیں ہے، ہماری عظمت کا یہ نشاں ہے
یہ سر زمینِ وطن کی مٹی، مرے شہیدوں کی جانِ جاں ہے
ہلالی پرچم بلند رکھنا، یہ سبز پرچم بلند رکھنا

چلو قدم سے قدم ملا کر، وطن میں اپنے جہاں کہیں ہو
ہو پاسباں تم وطن کے اپنے، وطن کے اپنے تمھیں امیں ہو
ہلالی پرچم بلند رکھنا، یہ سبز پرچم بلند رکھنا

قسم خدا کی مرے وطن کا، ہر ایک ذرہ یہ کہہ رہا ہے
کبھی یہ سوچا خدا کے بندو، وطن پہ کس کا لہو بہا ہے
ہلالی پرچم بلند رکھنا، یہ سبز پرچم بلند رکھنا

ہمارا غوری ہمارا شاہیں، فضا میں جلوے دکھا رہا ہے
ہلالی پرچم، یہ سبز پرچم، مجاہدوں کو بتا رہا ہے
ہلالی پرچم بلند رکھنا، یہ سبز پرچم بلند رکھنا

عوام کے حوصلوں نے ہم کو دیئے ہیں ایٹم بموں کے تحفے
مرے وطن کے مجاہدو! بڑھ کے چوم لو یہ حسین تمغے
ہلالی پرچم بلند رکھنا' یہ سبز پرچم بلند رکھنا

مرے وطن کا ہر ایک بچہ' خوشی سے نغمہ سرا ہے کوثر
خدا کا سایہ رہے ہمیشہ مجاہدینِ وطن کے سر پر
ہلالی پرچم بلند رکھنا' یہ سبز پرچم بلند رکھنا

وطن سے دور عزیز و اقارب کیلئے

۞ عید مبارک ۞

قطعہ

عید کے چاند کی خوشی دیکھو ۞ کیف و مستی دلوں پہ چھائی ہے
یہ فضا عنبریں مبارک ہو ۞ ساتھ خوشبوئے یار لائی ہے

۞۞۞

کتنی پر کیف ہیں ساعتیں عید کی ۞ راس آئیں تمہیں راحتیں عید کی
نقش ماضی کے دل میں ابھرنے لگے ۞ یاد آئیں ہمیں قربتیں عید کی
آج نظروں سے تم دور ہو بھی تو کیا ۞ ہیں خیالوں میں سب لذتیں عید کی
آج بھی دل میں ہے پیار کی اک مہک ۞ وہ لہکتی ہوئی صحبتیں عید کی
نقد جاں نقد دل اور بنتی گئیں ۞ صبح سے شام تک چاہتیں عید کی
وجۂ تسکین قلب و جگر بن گئیں ۞ خلوتیں عید کی جلوتیں عید کی

کوثرؔ خوش نوا کی یہی ہے دعا
سب کو یکجا کریں ساعتیں عید کی

۞ نوٹ کی کرامت ۞

ایک دن اک حسین دوشیزہ ۞ راستے میں ملی وہ رنجیدہ

میں نے پوچھا یوں روڈ پر تنہا ۞ کیوں کھڑی ہو ہے رہگذر تنہا

کون ہو تم تلاش ہے کس کی ۞ دیکھتی کیا ہو یوں کھڑی سہمی

تم کو کس چیز کی ضرورت ہے ۞ غمزدہ اتنی کیوں یہ صورت ہے

دیکھنے میں شریف لگتی ہو ۞ کون سا غم ہے کیوں بھٹکتی ہو

بات کیا ہے مجھے بتاؤ تم ۞ جو بھی غم ہے مجھے سناؤ تم

کس کا تم انتظار کرتی ہو ۞ خود کو کیوں سوگوار کرتی ہو

کون سا غم ہے کیوں پریشاں ہو ۞ سچ بتاؤ مجھے جو ارماں ہو

غمزدہ میں بھی غم کا مارا ہوں ۞ آتشِ غم کو اک شرارا ہوں

دیکھ کر تم کو دل یہ کہتا ہے ۞ رنگ کیسے جہاں بدلتا ہے

مجھ سے بولی شریف زادی ہوں ۞ درد سہنے کی اب میں عادی ہوں

پیٹ کے واسطے نکلتی ہوں ۞ کتنے ہی روپ میں بدلتی ہوں

جو ملے اس سے پیٹ بھرتی ہوں ۞ کیسے کیسے جتن میں کرتی ہوں

لوگ میری ادا پہ مرتے ہیں ۞ جیسا چاہیں سلوک کرتے ہیں

میری عزت یہ چند سکّے ہیں ۞ میری ذلت یہ چند سکّے ہیں

جسم کے سب یہاں شکاری ہیں ۞ سب کی نظروں میں ہم بھکاری ہیں
مجھ سے مل کر جو کیف پاتے ہیں ۞ مجھ پہ مرتے ہیں روز آتے ہیں
واسطے پیٹ کے کھڑی ہوں میں ۞ کشمکش میں عجب پڑی ہوں میں
کیا کروں میں کہاں کدھر جاؤں ۞ کب تلک یہ فریب میں کھاؤں
بس یہ محنت ہے اور پسینہ ہے ۞ یہ کمائی کا اک قرینہ ہے
دیکھتے کیا ہو میری آنکھوں میں ۞ ڈال وو ہاتھ میری بانہوں میں
لے چلو تم مجھے جدھر جاؤ ۞ کیوں لرزتے ہو تم قریب آؤ
جب لکھا نوٹ پر ہے رزقِ حلال ۞ کوئی روکے کسی کی کیا ہے مجال
اپنی عصمت کو میں لٹاتی ہوں ۞ بس اسی کی کمائی کھاتی ہوں
رہبرانِ وطن سے یہ پوچھو ۞ رہبرانِ چمن سے یہ پوچھو
کیوں لکھا نوٹ پر ہے رزقِ حلال ۞ اہل ِ دانش سے ہے مرا یہ سوال

لمحۂ فکریہ ہے یہ کوثرؔ
اندھے بہرے ہیں قوم کے رہبر

۞۞۞

بھارت سے آئے ہوئے دو مہمان شاعر

۱۲ جون ۲۰۰۷ء غریب خانے پر بھارت سے آئے ہوئے دو مہمان شاعر

برادرِ مکرم جناب محمد استخار الدین یعقوب بدایونی اور مکرمی جناب محبوب شاہجہانپوری کے ساتھ

ایک شام منائی گئی اور بہار یہ مشاعرہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس موقع پر دونوں مہمان شاعر کیلئے

درج ذیل قطعات پیش کیئے گئے یہ مشاعرہ زیرِ صدارت یٰسین خاں بہار شاہجہانپوری منعقد ہوا۔

یہ انھیں کے لئے دوستو شام ہے — جن کا علم و ادب پر بڑا کام ہے
ان کا ہر شعر جیسے کے الہام ہے — یہ خدا نے دیا ان کو انعام ہے

آج یعقوبؔ و محبوبؔ ہیں درمیاں — ان کے دم سے ادب کا چمن گلفشاں
ذات سے انکی مہرِ ادب ضوفشاں — اے خدا ان پہ ہوں رحمتیں بے کراں

آبروئے وطن ہیں بہت معتبر — معرفت کے شریعت کے ہیں راہبر
صاحب علم ہیں اور ہیں دیدہ ور — ان کی شعر و سخن پر ہے گہری نظر

میری کوثرؔ دعا ہے یہ شام و سحر — جگمگاتے رہیں آپ کے بام و در
پھول ہی پھول کھلتے رہیں عمر بھر — ہو خدا کی نگاہِ کرم آپ پر

ایک وہ بھی وقت آئے گا محبت میں کہ جب
تذکرہ کوثر کا ان کی داستاں ہو جائے گا

موجِ طوفاں سے ابھی کھیل رہا ہے کوثؔر
دیکھنا گر یہ نظارا ہے قریب آجاؤ

قطعہ

غمِ الفت کا بھی بھرم رکھنا
اور خود کو بھی محترم رکھنا
آدمی کے بہت ہیں روپ یہاں
دیکھ کر ہر جگہ قدم رکھنا

قطعہ

نہ جادہ ہے نہ منزل ہے نہ میر کارواں یارو
شکستہ دل ہے افسردہ فضا ہے اور دھواں یارو
تقدس ہوگیا پامال ہر محراب و منبر کا
امیر شہر کا بھی کچھ نہیں ملتا نشاں یارو

قطعہ

مجھ سا نہ ملے گا کوئی تنہا
ہمدم ہے نہ کوئی آشنا ہے
کوثرؔ مجھے غم ہو کوئی کیوں کر
جب ساتھ مرے مرا خدا ہے

قطعہ

تیرے قدموں کے نشاں کیسے مٹاتی دنیا
تیرے یادوں کے دیئے اتنے جلائے میں نے
میری سانسوں میں مہکتی رہی خوشبو تیری
دل کے ہر گوشے میں گل اتنے کھلائے میں نے

قطعہ

رنگیں فضائیں ہیں، گھنگھور گھٹائیں ہیں
دنیا کے ہر اک غم کو فردا پہ اٹھا رکھو
کہتا ہے یہ دل میرا، ایسے میں وہ آئے گا
ہر راہ گذر اس کی، پھولوں سے سجا رکھو

قطعہ

آپ کے لطفِ خاص نے قلب کو جگمگا دیا
عیشِ دام دیدیا رنج و الم بھلا دیا
آیا نظر جہاں مجھے آپ کا حسنِ بے مثال
سجدہ وہیں پہ کرلیا سر کو وہیں جھکا دیا

قطعہ

یہ خلش اور یہ صدموں کا اٹھانا میرا
درد انگیز ہے کس درجہ فسانہ میرا
خود ہی پچھتائیں گے وہ اپنے کیئے پر اک دن
کھیل ہے جن کے لئے دل کا دکھانا میرا

قطعہ

جتنے گل ہیں وہ زخم خوردہ ہیں
جو نہ ہوں دلفگار کیا جانیں
جن کی صحرا میں عمر گذری ہو
وہ خزاں اور بہار کیا جانیں

قطعہ تاریخ وفات

محترم صغیر احمد عثمانی پدر خالدہ وقار

6 جولائی 2003ء

چلدئے چھوڑ کر ہمیں تنہا
ہوگئے منعدم صغیر احمد
اے خدا بخش دے یہ بندہ ہے
"باادب معتصم صغیر احمد"

۲۰۰۳ء

بیاد

سید فیض احمد فیضؔ بریلوی

21 مارچ 2004ء

دیکھئے سو رہا ہے یہ خندہ بہ لب
بے بہا زود گو شاعرِ خوش نوا
اے خدا رحم کر بخش دے فیضؔ کو
کوثرؔ خوش نوا کی ہے دل سے دعا

قطعہ(۱)

بیادِ پروفیسر ثناء اللہ ثناء گورکھپوری

13 مئی 2006ء

سب کو روتا چھوڑ کر کیوں چل دیئے سوئے جناں
آپ کی عظمت کے قائل تھے سبھی اہلِ سخن
دل دعائیں دے رہا ہے رحمتیں ہوں آپ پر
محترم تھے آپ سب کے واسطے خندہ دہن

قطعہ

بیادِ صغیرہ اکبر عرف صباؔ زوجہ پروفیسر آغا اکبر مرزا (2007ء)

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج 5/L نارتھ کراچی

چھوڑے ہیں صباؔ تو نے نقوش ایسے دلوں میں
ہر فرد محبت سے تجھے یاد کرے گا
اخلاص و محبت کا وہ اندازِ تکلم
ہم بھول نہیں سکتے سدا دل میں رہے گا